رجسٹرڈ انگلش نمبر

شرح چندہ
سالانہ ......
ششماہی ......
سہ ماہی ...... عص

قیمت پرانا پرچہ (۴/)

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

مملکت

ہفتہ وار

ایڈیٹر
میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

رجسٹرڈ آصفیہ نمبر (۱۸۰)

شرح چندہ
سالانہ ......
ششماہی ......
سہ ماہی ...... عص

قیمت فی پرچہ (۲/)

جلد (۲) | ۲۴ ردے سنہ ۱۳۵۲ف | ۱۹ ذیقعدہ سنہ ۱۳۶۱ھ | ۲۸ نومبر سنہ ۱۹۴۲ء شنبہ | نمبر (۳۳)

سوویٹ روس

جنگ اور امن کے زمانہ میں

از

سر اسٹافورڈ کرپس

اسٹالن کو ایک عرصہ دراز سے یہ اندیشہ تھا کہ روس کو اپنے مغربی اور مشرقی ہمسایوں کے حملوں کا مقابلہ کرنا پڑے گا اور چند سال سے وہ سوویٹ یونین کو اس کی مدافعت کے لئے تیار کر رہا تھا۔ خود اس کے دل میں اقدام کی کبھی خواہش نہیں تھی مگر وہ مضبوط دفاعات کی ضرورت کو ہمیشہ محسوس کرتا تھا۔ اس کی ہمیشہ یہ تمنا تھی کہ اس کو اپنے ملک کی پرامن ترقی کو جاری رکھنے کے لئے چھوڑ دیا جائے گا۔ اس وقت تک جبکہ اس نے جرمن حملے کے فوری خطرہ کو محسوس کر لیا تھا وہ پس منظر میں رہ کر سوویٹ روس کی قوتوں کی رہنمائی کر رہا تھا لیکن جب یہ خطرہ مٹنے کے مہینے میں نمایاں ہو گیا اس نے وزیر اعظم کی حیثیت قبول کر لی اور جب جنگ چھڑ گئی تو اس نے وزیر دفاع کا عہدہ قبول کیا۔ اس کے بعد وہ بہت زیادہ منظر عام پر آگیا لیکن اس کی قیادت کی نوعیت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

تمام اہم فیصلے خود اسٹالن کرتا ہے اگرچہ اس کے گرد و پیش بہت سے قابل مددگار رہتے ہیں۔ ہر فیصلہ کی ذمہ داری وہ خود اپنے سر لیتا ہے۔ حکومت اور ملک سے متعلق ہر معاملہ میں اس کو تفصیلات پر بہت عبور حاصل ہے۔ ملاقاتوں میں وہ کبھی کسی دستاویز کا حوالہ نہیں دیتا مگر زیر بحث مسئلہ پر وہ پورے معلومات کے ساتھ گفتگو کرتا ہے۔ تدبیر جنگ کا وہ تنہا ذمہ دار ہے۔ ہر موقع پر جب حالات پلٹا کھاتے ہوں وہ پوری ذمہ داری کے ساتھ حالات کی رہنمائی کرتا ہے۔

جوں جوں جرمنوں کی پیش قدمی بڑھنے لگی روس نے اپنی صنعتوں کو مشرق کی جانب منتقل کر دیا۔ روس کی کامیابی کا یہ ایک اہم عنصر تھا۔ روس کی صنعتوں کو مشرق کی جانب منتقل کرنے سے جو صورت حال پیدا ہوئی اس کے دو پہلو ہیں۔ روس کے لئے مفید اور جرمنی کے لئے مضر۔ اول روس کی یہ طے شدہ پالیسی تھی کہ دشمن کو ہر ممکنہ امداد سے محروم رکھا جائے۔ اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کوشش تھی کہ صنعتوں کے ایک کافی حصہ کو محفوظ کر لیا جائے۔ ان دونوں مقاصد میں روس کو کامیابی ہوئی۔ کسی ایک عنصر کے متعلق یہ کہنا کہ یہی اہم تھا بہت مشکل ہے لیکن صنعتوں کی منتقلی کو روس کے مساعی جنگ کا اہم ترین عنصر کہنا چاہئے۔ اس منتقلی کے نتائج ابھی طور پر ظاہر نہیں ہوئے۔ ان صنعتوں کو ان کے جدید مقام میں از سر نو ترتیب کرنے کے لئے ابھی کچھ عرصہ درکار ہے۔

روس پر حملہ بہت اچانک ہوا۔ فوجوں کو حرکت میں لانے کے لئے روس کو وقت ملا۔ ہٹلر کا یہ ادعا کہ سوویٹ روس حملے کی تیاری کر رہا تھا بالکل غلط ہے۔ روس جیسے وسیع ملک میں فوجوں کو حرکت میں لانے کے اور ضروری سامان جنگ کو مہیا کرنے کے لئے کافی وقت کی ضرورت ہوتی ہے خاص کر جب کہ ہر محاذ پر جنگ بہت شدید ہو اور فوجیں پیچھے ہٹائی جا رہی ہوں۔ بہرحال جب جنگ شروع ہوئی روس کی فوجیں پیچھے ہٹ گئیں اور جب روس کی نئی فوجیں میدان جنگ میں لائی گئیں تو جرمنی کے خلاف صف آرا ہونے لگے۔ یہ نئی فوجیں برابر آ رہی ہیں اور آتی رہیں گی۔ اور ان سارے نقصانات کے باوجود محاذ جنگ پر یہ فوجیں موجود رہیں گی۔

اسٹالن کے عزائم

اسٹالن کا منصوبہ یہ ہے کہ نازیوں کو مکمل شکست دی جائے اور اس مقصد کے لئے روسی فوجیں جہاں تک ضروری ہو یورپ میں داخل ہوں گی۔ میرے خیال میں یہ بھی ممکن ہے کہ روسی فوجیں [illegible] کی خاطر پالیسی اور فرانس سے آگے [illegible] رک جائیں گی۔ جب تک جرمنی کو مکمل شکست نہ ہو روسی رک نہیں سکتے۔ ان کا رخ برلن کی طرف ہو گا کیونکہ جرمنی کی طاقت اور اقدام کا مرکز یہی ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں دل پر آخری شکست ہوگی۔

سوویٹ روس کی حکومت کو یقین ہے کہ وہ جرمنی کو شکست دے گی خواہ اس مقصد کے لئے اس کو تنہا ہی لڑنا پڑے لیکن ایسی صورت میں جنگ کو ختم ہونے کے لئے کافی عرصہ درکار ہو گا۔ اس میں شک نہیں کہ روسی جاری مدد کے بغیر جنگ جیتنے کی توقع نہیں رکھتے۔ وہ اپنے حلیفوں سے امداد کی امید رکھتے ہیں۔ ہمارے دوست ملک امریکہ اور انگلستان مادی امداد روانہ کرتے رہے ہیں اور مجھے امید ہے کہ ہم جو کچھ مدد کر رہے ہیں وہ صرف جاری رہے گی بلکہ ہم اس سے زیادہ کریں گے۔ روس کی سرزمین پر ہماری ہوائی اور ہوائی جہازوں کی جنگ بھی جرمنی کے خلاف بہت کچھ کر سکتے ہیں۔

بقیہ سلسلہ صفحہ ۱۰ پر

مملکت ہفتہ وار

جلد (۲) | ۲۴ اردی بہشت ۱۳۵۲ف | نمبر (۳۳)

شاہانہ سرفرازی

نمائش کمیٹی انجمن طیلسانین عثمانیہ کی جانب سے نمائش مصنوعات ملکی کا اس سال بھی انعقاد عمل میں آرہا ہے۔ گزشتہ چار سال سے انجمن طیلسانین کی معاشی کمیٹی اور نمائش کمیٹی کے مستحسن مساعی کی وجہ سے نمائش مصنوعات ملکی کا کام روبہ ترقی رہا۔ سچے خلوص کے ساتھ بغیر کسی شور و پکار اور تعمیری نقطہ نظر سے جب کوئی کام کیا جاتا ہے تو اس کے معقول نتائج کا ظہور پذیر ہونا لازمی اور تمام کاروبار کی کامیابی یقینی ہو جاتی ہے۔ چنانچہ نمائش مصنوعات ملکی کا انعقاد ہر سال جس عظیم الشان پیمانہ پر ہوتا رہا ہے اس کی کامیابی اور اہمیت کا اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ حضرت بندگان اقدس نے برحم خسروانہ بنفس نفیس اس سال نمائش کا افتتاح فرمانے کا عالمیہ حکم صادر فرمایا ہے۔ ہم انجمن طیلسانین عثمانیہ اور اس کے لائق کارکنوں کو خوش قسمت اور قابل مبارکباد تصور کرتے ہیں کہ وہ شاہانہ سرفرازی سے مفتخر ہو رہی ہیں۔ سلطان دکن کی ذات گرامی ایسے اداروں اور اشخاص پر جتنی کرم گستر ہے جو ملک و مالک کے سچے خدمت گزار ہیں اور جن کے آگے ملکی ترقی اور عام خوش حالی کا ایک لائحہ عمل ہے جس کو وہ اپنی بساط کے موافق عملی جامہ پہناتے رہتے ہیں۔ شاہانہ رہبری۔ ملکی صنعتوں اور واقعہ میں گھریلو صنعتوں کی ترقی میں حضرت بندگان اقدس کی سادہ زندگی تمام ملک کے لئے ایک بلند ترین نظیر ہے۔ ہماری دعا ہے کہ ملک کی تمام صنعتیں اور عام خوش حالی حضرت بندگان اقدس کے زیر سایہ ترقی کرتی جائے اور ہمارا ملک موجودہ نازک زمانہ جنگ میں تعیشات اور لہو و لعب سے محفوظ رہے تاکہ گرانی اور دوسرے مصائب سے آسانی کے ساتھ مقابلہ کیا جا سکے۔ حضرت بندگان اقدس نے اس سال نمائش مصنوعات ملکی کا افتتاح فرمانے کا جو فرمان واجب الاذعان صادر فرمایا ہے اس سے اس امر کا اظہار ہوتا ہے کہ موجودہ زمانہ جنگ میں جبکہ باہر سے اشیائے ملکی درآمد بند ہو گئی ہے ملک کی صنعتوں کو فروغ دینا از بس ضروری ہے کیونکہ دیسی صنعتوں کا نشوونما اب ہماری معاشی زندگی کا جزو لاینفک ہو گیا ہے۔ ہماری تمنا ہے کہ ارباب حکومت، افراد، ساہوکار اور ملک کے سرمایہ دار طبقے اس شاہانہ رہبری سے ہدایت حاصل کریں اور ہر طرح ملک کی صنعتوں کو فروغ دینے میں ہمہ تن مصروف ہو جائیں کیونکہ ملکی صنعتوں کے استحکام کے بغیر ملک کے معاشی توازن کو قائم رکھنا بے حد مشکل ہے۔

اہل ملک واقف ہیں کہ نمائش مصنوعات ملکی نمائش کمیٹی انجمن طیلسانین کی جانب سے ہر سال منعقد کی جا رہی ہے۔ انجمن طیلسانین سے ملحقہ جو شاخیں ہیں ان میں معاشی کمیٹی اور نمائش کمیٹی کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ معاشی کمیٹی کے دائرہ عمل میں ملک کے معاشی مسائل کی تحقیقات اور ملک کے معاشی وسائل سے استفادہ کرنے کے ممکنہ تدابیر کی نسبت معلومات فراہم کرنا اور ان کو اہل ملک کے سامنے پیش کرنا داخل ہے۔ اسی کمیٹی کی سرگرمیوں کا نتیجہ ہے کہ ملک کی چھوٹی بڑی صنعت اہل ملک کے سامنے پیش کرنے کے لئے ہر سال نمائش مصنوعات ملکی کامیابی کے ساتھ منعقد کی جا رہی ہے۔ اس کمیٹی کی رکنیت صرف طیلسانین عثمانیہ تک محدود نہیں ہے۔ یہ امر باعث مسرت ہے کہ انجمن طیلسانین نے اپنی ملحقہ شاخوں میں بالخصوص معاشی کمیٹی اور نمائش کمیٹی میں خاص طور پر قابل ذکر ہیں غیر طیلسانین اور دیگر ابنائے وطن کو شریک کر کے اپنے وطن کی خدمت کا موقع دیا ہے اور کسی اعلیٰ تر مقصد کے حصول کے لئے کسی تنگ نظری کو جگہ نہیں دی اور نہ بیجا طور پر کوئی امتیاز قائم رکھا۔ حیدرآباد کے مخصوص حالات کے پیش نظر ایسی غیر فرقہ وارانہ انجمنوں کی جس قدر ضرورت ہے محتاج بیان نہیں۔

ایک زرین نصیحت

ہمیں توقع ہے کہ معاشی کمیٹی اور نمائش کمیٹی کی سرگرمیاں بار آور ثابت ہوں گی اور اہل ملک دیسی صنعتوں کو ترقی دینے کی جانب اپنی پوری توجہ مبذول کریں گے۔ اس موقع پر ہم اس شاہانہ نصیحت کا اعادہ ضروری سمجھتے ہیں جو گھریلو صنعتوں کے مرکز کے افتتاح کے وقت حضرت بندگان اقدس نے فرمائی تھی۔ ارشاد عالی ہوا تھا:

"میں دیکھتا ہوں کہ دنیا کے تمام ممالک میں گھریلو مصنوعات کی خرید کا رجحان پایا جاتا ہے۔ خواہ وہ ایسے عمدہ نہ ہوں جیسی کہ درآمد شدہ اشیاء ہوا کرتی ہیں۔ لہذا کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ میری قلمرو میں بھی اس عام مگر فطری رجحان پر کیوں نہ عمل کیا جائے۔ ایسی حالت میں جبکہ میں خود حتی الامکان اپنے ہی قلمرو کی مصنوعات کی خریدی اور ان کا استعمال کرتا ہوں تو میرا خیال ہے کہ میرا یہ عمل میری رعایا کیلئے رہنما ثابت ہوگا۔ وہ مجھ سے اور میرے ملک سے اس قدر محبت رکھتی ہے کہ اس مسئلہ میں ان کو میری تقلید پر آمادہ کرنے کے لئے کسی مزید ترغیب کی ضرورت نہ ہوگی۔"

ان ارشادات شاہانہ کی روشنی میں ہر حیدرآبادی کا اور بالخصوص ثروت مند حضرات کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ وہ نمائش مصنوعات ملکی کا محض تفریح کی خاطر نہیں بلکہ یہ معلوم کرنے کے لئے تفصیلی معائنہ کریں کہ ملک میں کیا کیا چیزیں تیار ہو رہی ہیں اور ان مصنوعات کو فروغ دینے کے امکانات موجود ہیں۔ ہم نے اس سے قبل نمائش کمیٹی کو یہ مشورہ دیا تھا کہ وہ ہر اسٹال سے متعلق ایک مختصر نوٹ شائع کرے تاکہ عوام کو معلوم ہو سکے کہ کونسی صنعت کس جگہ موجود ہے کس سرمایہ سے چلائی جا رہی ہے اور اس کو کس طرح ترقی دی جا سکتی ہے۔ ایسے مفید معلومات کی اشاعت اہل ملک کو دیسی صنعتوں کی طرف مائل کرنے کے لئے بے حد ضروری ہے۔ آخر میں ہم اس شاہانہ سرفرازی پر انجمن طیلسانین عثمانیہ کو مبارکباد دیتے ہیں۔

بلدیہ کے جدید انتخابات ضروری ہیں

گزشتہ چند سال سے مجلس بلدیہ میں ایک ایسی کشمکش اور ہنگامہ آرائی جاری ہے جس سے مقامی حکومت خود اختیاری کے نصب العین کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ اس کشمکش کے نتیجہ کے طور پر ایک طرف تو بلدی امور [illegible] اور دوسری طرف فرقہ واریت کی مسموم فضا پھیل رہی ہے۔ بعض ارکان کی روش سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ شہرت طلبی اور ذاتی عناد کے محرکات سے متاثر ہو کر شہریوں کے مفاد کو نظر انداز کر رہے ہیں۔ جب شخصی مفاد کو اجتماعی مفاد پر فوقیت دی جائے تو اس سے بلدی نظم و نسق پر جو اثر پڑ سکتا ہے محتاج بیان نہیں۔

موجودہ قانون بلدیہ کے نفاذ کے بعد جب پہلی مرتبہ مجلس بلدیہ کی تشکیل ہوئی اور انتخابات عمل میں آئے تو نامزد ارکان کے پہلے اجلاس میں جو نواب مہدی یار جنگ بہادر کی صدارت میں منعقد ہوا تھا توقع کی جاتی تھی کہ یہ مجلس بلدیہ کا وجود شہریوں کی معاشرتی، تجارتی اور تمدنی ترقی کا باعث ہوگا۔ نائب صدر کے انتخابات کے متعلق کہا جاتا ہے کہ کسی رکن نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ ایک سال ہندو اور ایک سال مسلمان [illegible] اس تجویز کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ نواب بہادر یار جنگ [illegible]

ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ مجلس کو بلدیہ کا آغاز ہی وقت سے شہریوں کی فلاح و بہبود کے لئے کام کرنا چاہئیے۔ مجلس کے ابتدائی چند سالوں میں فرقہ وارانہ کشمکش نے مجلس کے اندر کوئی شدید صورت اختیار نہیں کی لیکن جب سنہ ... میں نائب صدارت کا مسئلہ پیش ہوا تو فرقہ وارانہ کشمکش کا شدت کے ساتھ آغاز ہوا جو اب تک جاری ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اراکین مجلس کے مابین ایک سمجھوتہ ہوا تھا کہ نائب صدر ایک سال ہندو اور ایک سال مسلمان ہو۔ بعض اراکین اس سمجھوتہ کے وجود سے انکار کرتے ہیں۔ بعض اراکین یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس سال نائب صدر کا انتخاب اسی سمجھوتہ کے مطابق ہوا لیکن مجلس قائمہ کے انتخاب میں فرقہ وارانہ حرکات کارفرما تھے۔ اور مجلس قائمہ کے متعلق بھی کوئی سمجھوتہ ہو جاتا تو مناسب تھا۔

متزلزل پالیسی

اراکین بلدیہ کی ان ہنگامہ آرائیوں کا اثر مختلف طریقوں سے ملازمین بلدیہ کے خیالات اور کارکردگی پر پڑتا ہے۔ جب کسی محکمہ کی پالیسی متزلزل ہو تو اس محکمہ کے ملازمین پر اس کا جو مضر اثر پڑتا ہے وہ ظاہر ہے۔ ہم نے بعض لوگوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ شہر کی سڑکوں پر روشنی تو ہو گئی مگر بلدیہ کے اراکین کے دماغ روشن نہیں ہو سکے۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ اراکین بلدیہ (بحز) بعض اشخاص کے ایمانداری سے شہریوں کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ انتخاب کے وقت ہر رکن رائے دہندوں سے بڑے بڑے وعدے کرتا ہے۔ انہیں یقین دلاتا ہے کہ وہ شہریوں کے مفاد کی خاطر وہ سب کچھ کرے گا جس کی ضرورت ہوگی لیکن جب مجلس بلدیہ کے اجلاس کی روئدادیں شائع ہوتی ہیں تو ان کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صرف اپنی خواہش اور اپنے مفاد کی تائید کر رہا ہے اور بعض ارکان کی روش سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنی ہوس قیادت کی تشفی کے لئے مجلس بلدیہ میں ہنگامہ آرائی کو ناگزیر سمجھتے ہیں۔

ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ موجودہ منتخب اراکین سات سال سے مجلس بلدیہ پر مسلط ہیں اگرچہ نامزد اراکین میں ہر سال تبدیلی ہوتی رہی۔ انتخابات کے التواء سے شہریوں کے مفاد کو نقصان پہنچ رہا ہے اور اراکین بلدیہ اپنے رائے دہندوں کی خدمت کرنے کے بجائے اپنے شخصی اثر و نفوذ کو بڑھانے کی فکر میں الجھے ہوئے ہیں۔ ہمارے خیال میں ان ساری خرابیوں کا علاج یہی ہے کہ ترمیم قانون بلدیہ جو مفادات کی بنیاد پر تشکیل دیا جا رہا ہے اندرون شش ماہ نافذ کر کے جدید انتخابات عمل میں لائے جائیں۔ مفادات کی بنیاد پر جب انتخابات عمل میں آئیں گے تو وہی افراد منتخب ہوں گے جو حقیقی مفادات کی نمائندگی کرتے ہیں۔ ایک دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ ترمیم قانون بلدیہ کی رو سے ہندو اور مسلم ارکان کی نشستیں مساوات کی بنیاد پر متعین کی جائیں گی۔ مساوی نمائندگی کے اصول پر جب ہندو اور مسلم ارکان کی تعداد مساوی ہوگی تو ایک فرقہ دوسرے فرقہ پر تسلط حاصل کرنے کی کوشش نہیں کر سکے گا بلکہ اس سے دونوں فرقوں میں توازن اور ہم آہنگی پیدا ہوگی۔

ہم آہنگی کی واحد صورت

بعض حلقوں میں یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ مفاداتی بنیاد کے ساتھ مساوی نمائندگی کا اصول بے جوڑ سا ہے۔ ہم بارہا عرض کر چکے ہیں کہ حیدرآباد کے مخصوص حالات کا تقاضا یہ ہے کہ فرقہ واری ہم آہنگی اور رواداری کو قائم رکھنے کے لئے مساوی نمائندگی کو دستور کی بنیاد قرار دیا جائے۔ چنانچہ باب حکومت کی یادداشت میں فرقہ واری مفادات میں ہم آہنگی پیدا کرنے کے لئے اس اصول کو اختیار کیا گیا تھا۔ اس کا ایک اقتباس ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

"کمیٹی اصلاحات کی رپورٹ میں اس مسئلہ کا کوئی حل موجود نہیں ہے کہ مخصوص فرقہ واری مفادات کی نمائندگی کا کیا انتظام کیا جائے لیکن کمیٹی کی روئدادوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعض ارکان کا خیال تھا کہ جہاں جہاں کسی مفاد کو دو نشستیں دی گئی ہوں تو خود اس مفاد کی انجمن میں انتخاب کے اغراض کے لئے ایسا سمجھوتہ ہونا چاہئے جس کی بنا پر وہ ایک ہندو اور ایک مسلمان نمائندہ بھیجے۔ ایسے سمجھوتہ کا سہرا حیدرآباد کی انجمن وکلا کے سر ہے کہ وہ موجودہ مجلس وضع قوانین کے لئے پیشہ وکالت کی نمائندگی میں اسی قسم کے سمجھوتہ کو بروئے کار لاتی رہی ہے اور اسی طرح ہر انتخاب میں ایک ہندو اور ایک مسلمان وکیل کو بھیجنا زمانہ قدیم سے اس کا طریقہ عمل رہا ہے۔ لیکن کمیٹی اصلاحات کے آخری جلسہ کے وقت دونوں فرقوں کے تعلقات میں وہ کشیدگی پیدا نہیں ہوئی تھی جو بدقسمتی سے اس کے بعد رونما ہوئی اور اب یہ کشیدگی صرف ریاست ہی تک محدود نہیں ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ مسلمانوں کی بعض جماعتوں نے جملہ نمائندہ اداروں میں جداگانہ حلقہ ہائے انتخابات اور آئینی اکثریت کا مطالبہ کیا ہے اور اسی کے مماثل ہندو جماعتوں نے مجلس اقوام کے اس معیار کو پیش کیا ہے جو اقلیتوں کی نمائندگی کے لئے اس نے مقرر کیا ہے اور جس کی رو سے ریاست کے مسلمان کسی خاص رعایت کے مستحق نہیں قرار پاتے۔ ہندوستان میں اس معیار پر کبھی عمل نہیں کیا گیا بلکہ چند صوبوں میں تو باوجود اس کے کہ بعض اقلیتوں کی تعداد جملہ آبادی کی ایک فیصد بھی نہ تھی ان کو ان کی تعداد سے بھی زیادہ نمائندگی دی گئی ہے۔ کونسل کے نزدیک یہ ممکن نہیں کہ کوئی قومیت یا ایک متحدہ ملکی شعور کو ان دونوں انتہاؤں میں سے کسی ایک کے ساتھ ہم آہنگ کیا جائے۔ اسے یقین ہے کہ دونوں فرقوں میں ایسی جماعتیں موجود ہیں جو باہمی تصفیہ اور سمجھوتہ کے آرزو مند ہیں۔ اس کے علاوہ اس ریاست ابد مدت میں مسلمانوں کی اہمیت ان کی تاریخی حیثیت اور وجود ریاست میں ان کا درجہ اس قدر مسلم ہے کہ ان کو مجلس مقننہ میں گھٹی ہوئی حیثیت نہیں دی جا سکتی۔"

حیدرآباد کے متعلقین سیاسیات اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ راجہ بہادر گرشنما چاری اور رائے بالمکند آنجہانی بھی نمائندگی کے اس اصول کے حامی تھے۔ اگر ان اصولوں پر مجلس بلدیہ کا جدید انتخاب عمل میں آئے گا تو ہمیں یقین ہے کہ وہ ساری خرابیاں جو اس وقت پائی جاتی ہیں رفع ہو جائیں گی۔ ہم اس خیال کی تائید کرنے کے لئے تیار نہیں کہ اگر موجودہ حالات میں انتخابات عمل میں لائے گئے تو ملک کی فضا خراب ہو جائے گی۔ جو دستور فرقہ واری ہم آہنگی پر مبنی ہو اور جس میں تسلط کے بجائے توازن کا اصول کارفرما ہو اس کے نفاذ سے ملک پر برا اثر ہرگز نہیں پڑ سکتا۔

ہندوستانی لیڈروں کی نسبت محور کی بدکلامی

چونکہ مسٹر راج گوپال اچاری نے محور کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا ہے اور ہندوستان کے سیاسی مسئلہ کی نسبت ایک اطمینان بخش حل معلوم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اس لئے جرمنی بیہودہ گوئی پر اتر آیا ہے۔ آزاد ہند اسٹیشن نے انہیں "بہروپیا" اور "ہوا کے رخ پر چلنے والا سیاست داں" کہا ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ بدکلامی محض اس وجہ سے ہے کہ مسٹر راج گوپال اچاری کے خیالات ہندوستان کے سیاسی استحکام اور توازن پر مرکوز ہیں اور یہ حالات محور کی سہولت کا باعث نہیں ہو سکتے۔ یہ بات لطف سے خالی نہیں کہ انہی ہندوستانی لیڈروں کو جنہیں ہندوستان میں ایک امن شکن مہم کا آغاز کرنے کے باعث محوری نشرگاہیں سراہ رہی ہیں کچھ عرصہ قبل جبکہ ان لیڈروں کی سرگرمیاں محور کے مفید مطلب نہیں خوب خوب بدنام کیا جاتا رہا۔ چند ہفتے قبل خود برلن نے یہ کہتے ہوئے دعویٰ کیا کہ مسٹر گاندھی اور مسٹر نہرو برطانیہ کے کارندے ہیں اور ہندوستانی لیڈر لندن کے جھانسے میں آ چکے ہیں۔

دستوری اصلاحات کی اسکیم

پنچایتوں کا قیام

آئین موضع پنچایت ممالک محروسہ سرکار عالی کے مطابق ان موضع پنچایتوں کی تشکیل اور ان کے فرائض و اختیارات کا تعین کیا گیا ہے جو جدید دستوری نظام کے ایک جزو کی حیثیت سے قائم کی جائیں گی۔ ان تجاویز کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ آئین مذکور جاگیری مواضعات پر بھی قابل نفاذ ہوگا بشرطیکہ ایسے کسی موضع کو خاص طور سے مستثنیٰ نہ کر دیا گیا ہو۔ موجودہ تجاویز کے مطابق ممالک محروسہ کے ایسے مواضعات میں جن کی آبادی ڈھائی ہزار اور پانچ ہزار کے درمیان ہو تقریباً ایک ہزار پنچایتیں قائم کی جائیں گی۔ یاد ہوگا کہ آئنگار کمیٹی نے جس کے غیر سرکاری ارکین دیوان بہادر اراوموداآئنگار، مسٹر کاشی ناتھ راؤ ویدیہ اور میر اکبر علی خان صاحب تھے ایک ہزار تا پانچ ہزار آبادی والے تمام مواضعات میں پنچایتوں کے قیام کی سفارش کی تھی۔ اب حکومت نے کم از کم تعداد آبادی اضافہ کر کے ڈھائی ہزار کر دی اور یہ مشورہ دیا کہ ایک ہزار یا اس سے زیادہ آبادی والے ویسے مواضعات کی حد تک جہاں مجالس تنظیم دیہی قائم ہو چکی ہوں اور کامیابی سے اپنا کام انجام دے رہی ہوں ان مجالس کو بحیثیت پنچایت تسلیم کر لیا جائے۔ تاکہ مواضعات کے دوہرے ادارے نہ ہو جائیں چنانچہ یہ شرط آئین موضع پنچایت میں شامل کر لی گئی ہے اور اس آئین کے مطابق تعلقداروں کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ ایسی مجالس کو پنچایتوں کے فرائض انجام دینے اور ان کے اختیارات استعمال کرنے کا مجاز قرار دیں۔

پنچایتوں کی تشکیل

آئین پنچایت کے مطابق تعلقدار (کلکٹر ضلع) کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ پنچوں کی تعداد متعین کریں لیکن یہ تعداد پانچ سے کم اور بارہ سے زیادہ نہ ہوگی۔ پنچایتوں کی تشکیل کے لئے جو طریق کار مقرر کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ تحصیلدار متعلقہ موضع کے تمام بالغ اشخاص کا ایک عام جلسہ منعقد کر کے اہل جلسہ کے مشورہ سے پنچایت کے لئے معینہ تعداد سے دو گنی تعداد میں نام چن لیں گے اور ان کے نام آخری انتخاب کے لئے تعلقدار کے پاس روانہ کر دیں گے موضع کا ہر باشندہ جس کی عمر پچیس سال ہو چکی ہو پنچ مقرر کئے جانے کا اہل متصور ہوگا بشرطیکہ اس پر عدم اہلیت کی معینہ شرائط میں سے کسی کا اطلاق نہ ہوتا ہو۔ اس طریقہ انتخاب کی آئنگار کمیٹی نے متفقہ طور پر سفارش کی تھی۔ سرپنچ یعنی پنچایت کے صدر عامل کو بھی تعلقدار نامزد کریں گے۔

میعاد رکنیت اور جلسے

پنچوں کا تقرر تین سال کے لئے ہوگا اور باقاعدہ ہر پنچایت ماہ میں کم از کم ایک جلسہ ہوا کرے گا لیکن جب سرپنچ مناسب خیال کرے تو وہ خصوصی جلسہ بھی طلب کر سکے گا اور اگر پنچایت کے کم از کم نصف ارکین سرپنچ سے تحریری خواہش کریں تو بھی اس کو خصوصی جلسہ طلب کرنا ہوگا۔ پنچایت کے سامنے پیش کردہ تمام مسائل کا تصفیہ کثرت آراء سے ہوا کرے گا معمولی حق رائے دہی کے علاوہ آراء مساوی ہونے کی شکل میں تصفیہ اس رائے کے مطابق ہوگا جس کی تائید سرپنچ نے کی ہو۔

پنچایتوں کے فرائض

حکومت کی عام نگرانی کے تحت پنچایتوں کو منجملہ دوسری چیزوں کے حسب ذیل امور کی انجام دہی اپنے ذمہ لینے کا اختیار ہوگا۔

مواضعات کے ایسے وسائل نقل و حمل اور پلوں اور عمارتوں کی تعمیر و مرمت اور نگہداشت جو حکومت یا کسی اور جماعت مجاز کے زیر نگرانی نہ ہوں۔ موریوں کی تعمیر گندہ پانی کی نکاسی اور موریوں کی صفائی۔ سڑکوں نالیوں اور ایسے تالابوں اور کنوؤں کی صفائی۔ جو ضروریات آب پاشی کے علاوہ ہوں۔ عمارتوں کا انتظام صفائی حفظان صحت امور باعث تکلیف عامہ کا انسداد اور تحفظ صحت عامہ کی حفاظت اور ترقی علی الخصوص وبائی امراض کا انسداد خانگی اور مواضعات کی ضروریات کے لئے پانی کی فراہمی اور ایسے تالابوں اور کنوؤں کی نگہداشت جو صرف آبپاشی کے لئے مخصوص نہ ہوں۔ اس کے علاوہ غریبوں اور مریضوں کی امداد زراعت کی ترقی، اتحاد باہمی، دیہی صنعتیں اور پیشے، ٹیکہ اندازی، پیدائش و اموات کا اندراج جیسے امور میں پنچایت اختیاری حقوق استعمال کر سکے گی۔ اور تعلقدار کی اجازت سے مفاد عامہ کے لئے ایسی دوسری تدبیریں بھی اختیار کر سکے گی جن کی وجہ سے باشندوں کی صحت، حفاظت، آرام آسائش میں اضافہ ہو۔ کلکٹر ضلع علاقہ، یا جاگیر، پنچایت کو اختیار دے سکے گی کہ وہ کسی عرس جاترا، یا کسی اور میلے یا تہوار کے موقع پر حفظان صحت کا انتظام کرے، میلے لگوائے ان کا انتظام کرے اور صحت عامہ کی ضروریات کے مد نظر دوسری تدبیریں اختیار کریں۔

مالی اختیارات

آئین پنچایت میں ایک "سرمایہ پنچایت" کا قیام طے کر دیا گیا ہے جس میں بحق پنچایت حسب ذیل رقمیں جمع ہوا کریں گی۔

(الف) وہ تمام رقومات جو اس آئین کے تحت یا بصورت دیگر حاصل ہوں۔ (ب) کسی پنچایت کی مقبوضہ یا متصرفہ املاک سے حاصل شدہ آمدنی یا منافع۔ (ج) آئین مذکور کے تحت بنائے ہوئے ضمنی قوانین کی خلاف ورزی کرنے والے اشخاص سے وصول شدہ جرمانے اور (د) اور عطیات اور امداد مالی کا معقول جزو۔ اس سرمایہ کا انتظام پنچایت کرے گی اور پنچایت کے مصارف کی پابجائی اسی سرمایہ سے ہوگی۔

محاصل

حکومت سے اجازت حاصل کرنے کے بعد پنچایت اس قسم کے محاصل عاید کر سکے گی جیسے کہ موضع میں واقع عمارتوں کی اصل قیمت پر سالانہ محصول جو چار آنہ سالانہ سے کم اور پانچ روپیہ سالانہ سے زائد نہ ہوگا۔ موضع میں انجام کردہ دھندوں تجارتوں اور پیشوں پر سالانہ محصول جو زیادہ سے زیادہ دس روپیہ سالانہ فی کس تک عاید کیا جا سکے گا اور جانوروں کے اڈوں کے استعمال سراؤں اور مسافر بنگلوں میں قیام اور گاڑی خانوں بازاروں بازار لگنے کی جگہوں اور کھیلوں کو استعمال کرنے کا معاوضہ۔ لیکن جب تک کہ دو تہائی اکثریت سے قرار داد منظور نہ کر لی جائے ان محاصل اور معاوضوں میں سے نہ تو کوئی عاید ہو سکے گا اور نہ اس میں ترمیم التواء یا منسوخی عمل میں آ سکے گی۔

تخمینہ جات موازنہ

آئندہ سال کے لئے متوقع آمدنی اور خرچ کا موازنہ مقررہ تاریخ پر یا اس سے قبل مرتب کر کے تحصیلدار کے پاس پیش کیا جائے گا۔ تحصیلدار اس کی جانچ کریں گے اور اگر اس میں ترمیم کی ضرورت محسوس کی جائے تو مناسب ترمیم کر کے منظوری دیں گے۔ کوئی ایسا خرچ جس کے لئے موازنہ میں گنجائش نہ رکھی گئی ہو دوم تعلقدار (نائب کلکٹر ضلع) کی اجازت حاصل کئے بغیر عاید نہ کیا جا سکے گا۔

موقعی اختیارات

مناسب نگرانی کی غرض سے صوبیدار (کمشنر) کو یہ اختیارات دیا گیا ہے کہ اگر پنچایت اپنے فرائض انجام دینے میں پیہم غفلت برتے یا اپنے اختیارات کی حدود سے بڑھ جائے یا ان اختیارات کا ناجائز استعمال کرے تو اس پنچایت کو برخاست کر دیں۔ تعلقدار کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ صوبیدار کی اجازت سے ایک پنچایت افسر ضلع مقرر کریں جو تحصیلدار یا دوم تعلقدار کے مفوضہ فرائض کی انجام دہی کر سکیں۔ سرکار عالی مجاز ہوں گے کہ پنچایت کے مخصوص افسر مقرر کریں اور ایسے افسروں کو ان اختیارات میں سے کوئی اختیار دیں جو صوبیدار یا تعلقدار کو آئین ہذا کی رو سے حاصل ہیں بجز آئین ہذا کی تحت قواعد وضع اور نافذ کرنے کے۔ ہنگامی صورتوں میں اول تعلقدار یا دوم تعلقدار مجاز ہوں گے کہ کسی ایسے کام یا فعل کی تکمیل یا تعمیل کا انتظام کریں جس کی تکمیل یا تعمیل کا اختیار کسی پنچایت کو حاصل ہو اور جو ان کی رائے میں حفاظت عامہ کے لئے لازمی ہو۔ اگر دو یا دو سے زیادہ پنچایتوں یا کسی پنچایت یا پنچایتوں اور تعلق عہدہ داروں کے درمیان کوئی تنازع پیدا ہو تو وہ برائے تصفیہ سرکار عالی یا مقررہ حاکم کے پاس پیش کی جائے گی۔

حکومتی قرضے

از

جناب محمد مزمل صاحب صدیقی بی اے ال ال بی وکیل ہائیکورٹ

کوئی تنہا ادارہ اتنا وسیع قرض نہیں لیتا جتنا کہ حکومت لیتی ہے۔ آجکل تمام ترقی یافتہ حکومتیں خواہ وہ بڑی ہوں یا چھوٹی دوسری حکومتوں سے یا اپنی رعایا سے قرضے لیتی ہیں۔ حکومت کے دوسرے ادارے مثلاً میونسپلٹی اور ریلوے وغیرہ اور حکومت بھی جنگی، مدافعتی یا دیگر تعمیری اغراض کے لئے قرض لیتی ہے، جب کبھی ضرورت پیش آتی ہے۔ یہ قرضے پیدا آور (Productive) اور غیر پیدا آور (un-productive) دونوں اغراض کے لئے لئے جاتے ہیں۔ پیدا آور اغراض مثلاً وسائل معاش کو بہتر بنانے کے لئے، ذرائع آب پاشی، وسائل حمل و نقل اور آمد و رفت وغیرہ کی تعمیر کے لئے سرمایہ قرض لے کر ایسے کاروبار میں لگایا جاتا ہے جو مجموعی طور پر اس سے حکومت اور ملک و قوم کو فائدہ پہنچتا ہے۔ ملک کی مجموعی دولت میں اضافہ ہوتا ہے اور منافع کا ایک جزو بطور سود ادا کر دیا جاتا ہے۔

دوسری صورت غیر پیدا آور قرضوں کی ہے مثلاً حکومت جنگی یا مدافعتی اغراض کے لئے قرض لے تو یہ یعنی غیر پیدا آور قرضے ہو سکتے ہیں جن سے حکومت، قوم و ملک کا سراسر نقصان ہے لیکن یہ بعض ناگزیر ہوتے ہیں اس لئے کسی نہ کسی طرح حاصل کئے جاتے ہیں۔ ایسے قرضے عموماً شرح سود میں اضافہ کر کے حاصل کئے جاتے ہیں تاکہ سرمایہ جلد سے جلد اور زیادہ سے زیادہ مقدار میں حاصل ہو۔ ایسی صورت میں سرمایہ کی کثیر مقدار انہیں جنگی کاروباروں میں آ جاتی ہے تاکہ حکومتی قرضوں کی تکمیل ہو۔ اس میں کچھ تو زائد شرح سود کی ترغیب کو دخل ہے اور کچھ حب الوطنی کے جذبے کو بھی۔ غرض جب حکومت اپنے شدید اغراض کے لئے شرح سود بڑھا کر قرض لینا شروع کرتی ہے تو اس سے کل بازار کی شرح سود متاثر ہو جاتی ہے۔ اور اس میں عارضی اور عادتی اضافہ ہو جاتا ہے جیسا کہ جنگ عظیم کے دوران میں شرح سود عام طور پر بڑھ گئی تھی۔ اور موجودہ جنگ میں بھی عام سطح سے بلند ہو گئی ہے اور اضافے کی جانب مائل ہے۔ حکومت کی ضرورت جیسے جیسے شدید سے شدید تر ہوتی جاتی ہے اسی نسبت سے شرح سود بھی بڑھائی جاتی ہے تاکہ سرمایہ داروں کو ترغیب ہو اور وہ زیادہ سے زیادہ سرمایہ حکومت کو قرض دیں۔

حکومتی قرضے جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے دو اغراض کے لئے لئے جاتے ہیں۔ ۱۔ پیدا آور produc tive
۲۔ غیر پیدا آور un-productive

اس کی مزید دو صورتیں ہیں۔ ۱۔ ملکی قرضے ۲۔ غیر ملکی قرضے

اس طرح حکومتی قرضوں کی چار صورتیں ہو جاتی ہیں جن کے فوائد و مضرتوں کا تجزیہ کرنا مناسب ہوگا۔

۱۔ ملکی پیدا آور قرضے۔

اس سے ایسے قرضے مراد ہیں جو ملک کے انفرادی یا اجتماعی سرمایے سے حاصل کئے جائیں اور پیدا آور اغراض کے لئے صرف کئے جائیں۔ ان قرضوں سے ملک و قوم کو بڑا فائدہ ہوتا ہے۔ ملک کی مجموعی دولت اور ذرائع آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے وسائل قدرت سے بروقت اور مناسب استفادے کی وجہ سے ملک و قوم کی مادی خوشحالی بڑھتی ہے۔ ملک کا منافع ملک ہی میں رہتا ہے اور کاروبار جاری ہونے سے ملک کے ہزاروں آدمیوں کو کام مل جاتا ہے اس طرح بیروزگاری کا بھی ایک حل نکل آتا ہے۔ بعض کاروبار جو حکومتی تنظیم ہی میں بہتر طریق پر انجام پا سکتے ہیں مثلاً ریل، تار، برقی وسائل حمل و نقل وغیرہ ان کے لئے جب حکومت سرمایہ فراہم کر کے ایسے کاروبار کو وسعت دیتی ہے تو اس میں ملک و قوم کا بے حد فائدہ ہوتا ہے اور قومی دولت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس منافع کا ایک معمولی جزو قرض کے سود میں ادا کیا جاتا ہے لیکن وہ بھی اپنے ہی ملک کے افراد کو ملتا ہے۔

۲۔ غیر ملکی پیدا آور قرضے۔

یہ قرضے اگرچہ پیدا آور اغراض کے لئے لئے جاتے ہیں لیکن ملک میں سرمایہ فراہم نہ ہو سکنے کی وجہ غیر ممالک کی حکومتوں یا سرمایہ داروں سے حاصل کئے جاتے ہیں لیکن غیر پیدا آور اغراض مثلاً جنگی کاروبار یا آلات حرب کی تیاری پر صرف کئے جاتے ہیں۔ ایسے قرضوں سے معاشی نقطۂ نظر سے ملک و قوم کو فائدہ کی بہ نسبت نقصان زیادہ ہوتا ہے۔ سرمایہ چونکہ کسی پیدا آور یا دولت آفرین غرض کے لئے قرض نہیں لیا جاتا ہے اس لئے اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا بلکہ وہ ضائع جاتا ہے۔ جب حکومت کو اس قرضے کی ادائی کا مرحلہ پیش آتا ہے تو بڑی شدید مالی دقتوں کا سامنا ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں عموماً رعایا پر طرح طرح کے ٹیکس لگا کر ہی اس قرضے کو ادا کیا جاتا ہے۔ اس صورت حال کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تمام ٹیکس کا بار ساری رعایا پر پڑتا ہے درآں حالیکہ اس سرمایہ کا سود صرف ملک کا سرمایہ دار طبقہ حاصل کرتا ہے۔ نتیجتاً ملک کا غریب طبقہ غریب تر ہو جاتا ہے اور امیر طبقہ امیر تر ہو جاتا ہے کیونکہ ٹیکس کا بار غریب اٹھاتے ہیں اور منافع صرف سرمایہ دار پاتے ہیں۔ یہ صورت نہایت نامناسب اور تقسیم دولت کے اصول کے سخت منافی ہے۔

۴۔ غیر ملکی غیر پیدا آور قرضے۔

یہ وہ قرضے ہیں جو حکومتیں صرف جنگی یا مدافعتی اغراض کے لئے اپنے ملک سے سرمایہ فراہم نہ ہو سکنے کی صورت میں غیر ممالک کی حکومتوں یا سرمایہ دار افراد سے لیتی ہیں۔ ایسے قرضے قوم و ملک کیلئے اقتصادی انتشار و معاشی بدحالی کا پیش خیمہ ہوتے ہیں۔ یہ سرمایہ جنگی، مدافعتی یا ایسے ہی قطعی غیر پیدا آور اغراض کے لئے قرض لیا جاتا ہے اور غیر ممالک سے سارا سرمایہ غیر پیدا آور اغراض میں صرف ہو کر ضائع ہو جاتا ہے اور پھر اصل مع سود غیر ممالک کو ادا کرنا پڑتا ہے۔ ایسے قرضے ملک و قوم پر شدید ترین اور کمر توڑ بار ثابت ہوتے ہیں جس سے گوناگوں سیاسی اور معاشی الجھنیں پیدا ہوتی ہیں۔

۳۔ غیر پیدا آور قرضوں کے نتائج:

غیر پیدا آور قرضوں کے اثرات نہایت تباہ کن اور دور رس ہوتے ہیں۔ حکومتیں ان قرضوں کی وجہ سے ایک مہلک معاشی گرداب میں پھنس جاتی ہیں۔ عموماً غیر پیدا آور قرضوں کے نتائج حسب ذیل طور پذیر ہوتے ہیں:

(۱) عام طور پر حکومتیں شدید اور فوری ضرورت کے وقت ہی غیر پیدا آور قرضے لیتی ہیں اور حصول مقصد کے لئے ان کو شرح سود اعلیٰ رکھنی پڑتی ہے۔ اس کی وجہ سے کل سرمایہ کی شرح سود متاثر ہو جاتی ہے خواہ سرمایہ پیدا آور اغراض کے لئے لیا جا رہا ہو یا غیر پیدا آور اغراض کے لئے۔ اس سبب سے سرمایہ پیدا آور اغراض و کاروبار میں جانے نہیں پاتا جس سے کہ ملک و قوم کو فائدہ ہوتا۔ بلکہ حکومتی غیر پیدا آور قرضے کی طرف کھنچا چلا آتا ہے۔ کیونکہ یہاں شرح سود اعلیٰ ہوتی ہے۔ شرح سود کی زیادتی بجائے خود پیدا آور کاروبار اس شرح سود پر سرمایہ حاصل نہ کر سکنے کے باعث بند ہو جاتے ہیں اور ملک و قوم کی خوشحالی پر اس کا بہت اثر پڑتا ہے۔

(۲) شرح سود اعلیٰ ہو جانے کی وجہ سے حقیقی اصل میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا بلکہ پیدائش دولت کے اغراض میں سرمایہ آنا بند ہو جاتا ہے۔ اس سے قوم کی قوت پیدائش یا دولت آفرین قوت گھٹ جاتی ہے۔ دولت کم پیدا کی جاتی ہے اور آخر وہ بھی ضائع کر دی جاتی ہے جس کے مختلف اسباب ہیں۔

ایک یہ کہ دوران جنگ میں ایک قوم دوسری قوم کی دولت کو ناقابل غارت کرتی ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مجموعی طور پر عالمی دولت میں کمی ہو جاتی ہے۔

دوسرے یہ کہ حقیقی اصل میں کمی ہو جاتی ہے۔ سابقہ اصل یا سرمایہ غیر پیدا آور اغراض میں جا کر ضائع ہو جاتا ہے۔

تیسرے یہ کہ نئے مفید اور پیدا آور کاروبار جاری ہی نہیں کئے جا سکتے بلکہ موجودہ مفید کاروباروں کو بھی کم کیا جاتا ہے تاکہ ان میں مشغول کیا ہوا سرمایہ اور محنت جنگی کاروبار میں منتقل ہو سکے۔

اس طرح قوم کی مجموعی قوت پیدا آوری یا دولت آفرین قوت غیر پیدا آور کاروبار کی وجہ سے گھٹ جاتی ہے اور وہ پیدا کردہ دولت بھی ضائع کر دی جاتی ہے۔

(۳) اگر غیر پیدا آور قرضہ ملک ہی سے لیا جائے تب بھی قوم و ملک کا اس میں نقصان ہی ہے کیونکہ معاشی نقطۂ نظر سے یہ صورت نہایت مضر ہے اور معاشی انتشار پیدا کرتی ہے۔ سرمایہ دولتمندوں سے حاصل کیا جاتا ہے جو غیر پیدا آور اغراض پر صرف کر دیا جاتا ہے جس سے ملک کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا لیکن اس کی ادائی ٹیکس کی صورت میں کل رعایا پر ڈالا جاتا ہے جس سے فائدہ صرف سرمایہ دار طبقہ اٹھاتا ہے۔ غریبوں کے جیب ٹیکس کی ادائی سے خالی ہو جاتے ہیں اور سرمایہ داروں کی تجوریاں سود و منافع سے بھر جاتی ہیں۔

(۴) غیر پیدا آور قرضوں کا ایک دور رس اثر یہ بھی ہوتا ہے کہ اس سے آنے والی نسلیں متاثر ہوتی ہیں۔ قرضے موجودہ

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

ڈاکٹر انور اقبال قریشی صدر شعبہ معاشیات جامعہ عثمانیہ بتاریخ ۱۰ دسمبر بروز شنبہ "جنگ کے معاشی مسائل" پر نشرگاہ حیدرآباد سے تقریر کریں گے۔

(دکن نیوز)

بعض ماہرین نفسیات کا خیال ہے کہ انسان جنگ کے معاشی مسائل سے زیادہ اپنے "معاشی وسائل" کا جاننا ضروری سمجھتا ہے۔

ہم ارباب نمائش سے یہ امید بھی رکھتے ہیں کہ فنون لطیفہ کے شعبہ کو فحش سے پاک رکھا جائے گا۔

(ایک معاصر)

فحش کا مظاہرہ تو سینما کے ان اشتہاروں میں ہوتا ہے جو ہمارے معاصر کے صفحات کی زینت بنتے ہیں۔ اس کو نمائش کے شعبہ فنون لطیفہ میں تلاش کرنا ہوا نا مینے کی کوشش ہے۔

اورینٹ پریس کی ایک اطلاع ہے کہ:-

"ڈاکٹر شیاما پرشاد مکرجی وزیر اعلیٰ بنگال اپنی خدمت سے مستعفی ہوں گے .... ان کی یہ کوشش ہے کہ اپنے ہندو منسٹر بنرجی اور آنریبل مسٹر کمار باسو بھی کابینہ بنگال سے مستعفی ہو جائیں تاکہ اپنے استعفا کو تینوں کا مشترکہ مقصد قرار دیا جائے۔ سمجھا جاتا ہے کہ یہ دونوں وزراء ڈاکٹر مکرجی کی تجویز سے اس مسئلہ پر متفق نہیں ہیں کہ حکومت جب ایک دفعہ ہاتھ سے گئی تو اس کا دوبارہ حصول محال ہے۔"

ہم بھی مسٹر بنرجی اور مسٹر باسو کی رائے سے متفق ہیں۔ لیڈر وہی ہے جو وقت کی نزاکت کو سمجھ جائے۔ وزارت کا ملنا بچوں کا کھیل نہیں ہے۔ وہ دن گئے کہ لمبے لمبے سفر اور لمبی لمبی رقت خیز اور ولولہ انگیز تقریریں وزارت کی کرسی تک پہونچا دیتی تھیں۔ اب عوام کافی بیدار ہو گئے ہیں۔ اور وہ وزراء میں قلابازیوں کے بجائے صحیح ڈسپلن دیکھنا چاہتے ہیں۔

انجمن انسداد اعمال تخریبی کے ایک جلسہ میں قائد ملت نے ایک قرارداد پیش کی تھی جو اس فقرہ سے شروع ہوتی تھی کہ:-

"یہ کمیٹی تصور کرتی ہے کہ فی الحال ملک میں اعمال تخریبی کا وجود ہی نہیں۔"

اس کے متعلق ایک صاحب نے تحریر کیا ہے کہ ہمیں یہ باور کرایا گیا ہے کہ قائد ملت کی تقریریں اور سرگرمیاں آریہ سماجیوں اور مہاسبھائیوں کے اعمال تخریبی کے ردعمل کا نتیجہ ہیں۔ اگر ملک میں اعمال تخریبی کا وجود ہی نہیں ہے تو قائد ملت کی سرگرمیوں کا جاری رہنا کیا معنے رکھتا ہے؟

اس استفسار کے جواب میں ہم یہ تحریر کیا ہے کہ اگر قائد ملت کی سرگرمیاں موقوف ہو گئیں تو آریہ سماجیوں اور مہاسبھائیوں کے اعمال تخریبی شروع ہو جائیں گے۔ اس لئے عمل و ردعمل کے سلسلہ کو بند کرنے کے لئے قائد ملت کی سرگرمیوں کا جاری رہنا اس وقت تک ضروری ہے تاآنکہ کوئی تعمیری پروگرام ملک کے سامنے آ جائے۔

مواز ۲۳ ستمبر ہے پر تبصرہ کرتے ہوئے سیٹھ کشن لال گنیریوال ایک صحافتی بیان میں فرماتے ہیں کہ:-

"مندرجہ بالا امور پر غور کرنے کے بعد حکومت کی آمدنی میں جو خسارہ ہوگا عوام کے سامنے پیش کریں اور ایسے وجوہ پر غور کیا جائے جن سے کسانوں پر جو بوجھ ہے وہ کم ہو سکے۔"

ہمارے خیال میں کسانوں کے بوجھ کو کم کرنے کے لئے عہدہ داروں کی آمدنی تنخواہ کم کر دینی چاہئے۔ اگر خسارہ کو پورا کرنے کے لئے انکم ٹیکس کا بوجھ ساہوکاروں پر ڈالا گیا تو کاشت کار تباہ ہو جائیں گے۔ اور جمہوریت کا خون ہو جائے گا۔

سرکاری حلقوں سے اس اطلاع کی تصدیق نہیں ہوئی کہ نواب مرزا یار جنگ بہادر کا بہ حیثیت ایجنٹ برار تقرر عمل میں آیا۔

(دکن نیوز)

ہم سرکاری حلقوں سے زیادہ غیر سرکاری انجمن ترک منکرات کے حلقوں سے تصدیق چاہتے ہیں۔ خبر کی تصدیق اسی وقت ہوگی جس وقت کہ انجمن ترک منکرات کا دفتر حیدرآباد سے ناگپور منتقل ہوگا۔

بلدیہ کی روایات کا احترام میرا اولین فرض ہوگا (منتخب نائب صدر بلدیہ)

قومیت پرست جماعت کو ہندوؤں میں جگہ ہے اور نہ مسلمانوں میں۔ (ایک رکن بلدیہ)

موجودہ مجلس بلدیہ کو ختم کرکے جدید انتخابات عمل میں لانا شہریوں کے مفاد کے لئے ضروری ہے۔

(ایک شہری)

ہماری رائے محفوظ ہے

معلوم ہوا ہے کہ مجلس نگرانی اشیاء کے عہدہ دار دو دوڑ سے گنجوں میں گشت لگا کر جواری کے نرخ پر کافی نگرانی رکھ رہے ہیں اور ہیں دوکان سے بھی ذخیرہ حاصل ہو رہا ہے اس کو سرکاری دکانات میں فروخت کر رہے ہیں۔

(دکن نیوز)

"قطرہ قطرہ دریا می شود" کے اصول کے تحت مجلس نگرانی نرخ اشیاء کی یہ دوڑ دھوپ مفید ثابت نہیں ہو سکتی۔ ضرورت تو اس کی ہے کہ جواری کی برآمد کو قطعی بند کر دیا جائے اور سرکاری نرخ کا اعلان کرکے سرکاری دوکانوں میں برخاست کر دی جائیں۔ اس کے بعد اہل ملک خود نمٹ لیں گے۔

"ممالک محروسہ میں مسلم آبادی کا کافی سے زائد اضافہ"

"مردم شماری اور مصلحت اندیشی"

"آبادی کو بلحاظ فرقہ تقسیم کرنے کی کوشش"

(رعیت کی سرخیاں)

ہم بھی اس تقسیم کو بالکل اصول کے خلاف تصور کرتے ہیں۔ جب پیام شماری میں بلحاظ فرقہ تقسیم نہیں ہوتی تو مردم شماری میں ایسی تقسیم کیوں روا رکھی جائے۔ البتہ اخباری سرخیوں کی تقسیم اس سے مستثنیٰ قرار پا سکتی ہے۔

"یومِ اکبر" لندن میں

وزیر ہند کی تقریر

لندن ۲۴ نومبر۔ مسٹر ایمری وزیر ہند نے دو شنبہ کو لندن کے برطانویوں اور ہندوستانیوں کے ایک ممتاز اجتماع کو مخاطب کرتے ہوئے جو اکبر اعظم کی ۴۰۰ ویں سالگرہ کی تقریب میں ہوا تھا ہندوستان کے سیاسی مستقبل کے متعلق ...... کی حیثیت سے رواداری، مفاہمت و اتحاد کی اپیل کی۔

مسٹر ایمری نے کہا "اگر سیاسی ہندوستان کے قائدین عصر جدید کے جدید اصولوں پر اپنے آپ کو اس وسیع الخیالی اور عالی ظرفی کے لئے وقف کر دیں جس کا اظہار اکبر نے کیا تھا تو یقیناً ہندوستان کے مستقبل کی ضمانت ہو جائے گی۔"

سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے وزیر ہند نے کہا کہ اکبر اس حیثیت سے ممتاز ہے کہ تنگ عدم رواداری کے زمانہ میں یہ پہلی ہستی ہے جس نے اپنی نسبت یہ خیال کیا کہ وہ ایک ایسا ترک یا مسلمان نہیں جو اپنے قبیلہ والوں یا ہم مذہبوں کے لئے فرمانروائی کرتا ہو بلکہ ہندوستان کا ایک ایسا حاکم ہے جس کے تمام باشندے مساوی انصاف اور مساوی دادرسی کی امید رکھ سکتے ہیں اور جو یہ اعتراف کرنے کے لئے تیار ہے کہ مختلف مذاہب اس حقیقت روحانی تک پہونچنے کے مختلف طریقے ہیں جو عالم تخلیق میں پنہاں ہے اور اس دنیا پر ایک احترام کا حق ہے۔ اکبر کی یہی رواداری کی اسپرٹ ہے جو ہندوستان کو پھر ایک بار دنیا میں وہ مقام عطا کر سکتی ہے جو اسے اکبر کے زمانہ میں حاصل تھا۔"

اعلیٰحضرت جلالت الملک کا پیام

سر میلکم رابرٹ [illegible] برٹش کونسل نے جلسہ کی صدارت کی۔ انھوں نے ہز اگزالٹڈ ہائینس حضور نظام حیدرآباد دکن کا ایک پیام پڑھا جس میں مرقوم ہے کہ اکبر وہ عظیم اعظم ہیں جنہوں نے ہندوستانی روایت و ثقافت پر عظیم ہونے والا اثر چھوڑا۔ ہندوستانی اتحاد کے بانی کی حیثیت سے اکبر کا فیضان اب تک باقی و جاری ہے۔"

جام صاحب نوانگر

جام صاحب نوانگر نے کہا "اکبر بحیثیت شہنشاہ کے والیانِ ریاست کے لئے خاص دلکشی رکھتے ہیں۔ ہم ہندوستان میں شخصی حکومت کی اس روایت کے علمبردار ہیں۔ ہم والیانِ ریاست اپنی عظیم روایات اور تاریخ کے سباق سے واقف ہوتے ہوئے جدید میلانات اور ہندوستان کی جدید اسپرٹ سے بھی مساوی آگاہی رکھتے ہیں۔ میں آپ کو یقین دلا سکتا ہوں کہ ہم ان کے قدم بقدم رہیں گے اور ان کی نشو و نما کریں گے۔ ہم محسوس کرتے ہیں کہ ہم سیاسی اور ثقافتی حیثیت سے ہندوستان کی اچھی بڑی خدمت کر رہے ہیں۔ ہماری واحد توقع یہ ہے کہ سیادتِ عالی اکبر کی مثال اپنے پیش نظر رکھیں [illegible] اکبر اعظم کی تصویر اکبر اعظم کی ۴۰۰ ویں سالگرہ پر [illegible]۔

کونسل آف دی [illegible] انڈیا سوسائٹی اور رائل ایشیاٹک سوسائٹی کی مشترکہ سرپرستی میں منائی گئی۔ اس تقریب کے اعزاز میں برٹش کونسل کے شعبہ فنون لطیفہ نے ایک نمائش کا انتظام کیا جس میں اکبر کے زمانہ میں بنائی ہوئی ایک تصویر شامل ہے اور جس کی نسبت تحریر ہے کہ وہ شہنشاہ کی واحد مستند تصویر ہے۔

حیدرآباد ایجوکیشنل کانفرنس کی قراردادیں

حیدرآباد ۲۵ نومبر۔ حیدرآباد ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس میں حسب ذیل پندرہ قراردادیں منظور کی گئیں۔

۱۔ یہ کانفرنس اعلیٰحضرت بندگانعالی سلطان العلوم مدظلہم العالی کی پیشگاہ میں اپنی مستقل عقیدت مندی اور کامل وفاشعاری کا سود بار اظہار کرتی ہے اور ملک کی صلاح و فلاح کے لئے بالعموم اور تعلیمی ترقی کے لئے بالخصوص جو توجہ عالی مبذول ہے اس کے لئے نہایت ادب سے سپاس گذار ہے۔

۲۔ یہ کانفرنس سر محمد اکبر حیدری نواب حیدر نواز جنگ مرحوم کے انتقال پر اپنے گہرے ملال کا اظہار کرتی ہے۔ مرحوم نے ملک کی ہمہ جہتی ترقی میں عموماً اور کانفرنس کو اس کی ابتداء سے مدد دینے میں حصہ لیا وہ عرصہ دراز تک ناقابل فراموش ہوگا۔

۳۔ یہ کانفرنس مولوی سید احمد محی الدین مرحوم مدیر "رہبر دکن" کے انتقال پر اپنے رنج و ملال کا اظہار کرتی ہے۔ مرحوم نے اپنے اخبار کے ذریعہ ملک کی رائے عامہ کے بیدار کرنے میں نمایاں حصہ لیا۔ کانفرنس کی خدمت بھی کی۔ مرحوم کے پسماندوں کے ساتھ اس کانفرنس کو پوری ہمدردی ہے۔

۴۔ یہ کانفرنس آنجہانی ونسکر کے انتقال پر اپنے تاسف کا اظہار کرتی ہے۔ آنجہانی کانفرنس کے ابتدائی خدمت گذاروں میں شامل تھے اور اپنی ہمدردی، اخلاص مندی کی وجہ ہر دلعزیز تھے۔ یہ کانفرنس آنجہانی کے متعلقین سے اپنی ہمدردی کا اظہار کرتی ہے۔

۵۔ ممالک محروسہ سرکار عالی میں منشی عالم یا منشی فاضل کی تعلیم اور امتحانات کا انتظام باقی نہیں ہے جس کی وجہ سے اہل ملک کو بیرون ملک ان امتحانات کے لئے جانا پڑتا ہے۔ لہٰذا حکومت سے یہ درخواست کی جاتی ہے کہ فارسی کے امتحانات کا انتظام فرمایا جائے اور ان کو سرکاری طور پر تسلیم فرمایا جائے۔

۶۔ سینما بینی طلبہ کی زندگی کا ایک لازمی جزو بن گئی ہے۔ اور اس کا مضر اثر طلبہ کی زندگی پر پڑ رہا ہے۔ اس کے پیش نظر سنسر کمیٹی میں ماہرین تعلیم کا اضافہ کیا جائے تاکہ مخرب اخلاق فلموں کی نمائش سے شہری اخلاق کا معیار پست ہونے سے بچ جائے اور محفوظ رہ سکے۔ اور اس بارے میں مجوزہ قانون جلد نافذ فرمایا جائے۔

۷۔ یہ کانفرنس حکومت سرکار عالی کی توجہ اس امر پر مبذول کرواتی ہے کہ صنعتی مدارس نسواں کا قیام ہر مستقر صوبہ پر عاجلانہ طور پر عمل میں لانا ضروری ہے۔

۸۔ یہ کانفرنس ملک کی موجودہ فنی اور حرفتی تعلیم کی توسیع کے لئے اور ملک کی معاشی ضروریات اور بے روزگاری کے ازالہ کے لئے محکمہ سرکار عالی کی توجہ مبذول کراتی ہے کہ سررشتہ تعلیم صنعت و حرفت کا مجوزہ پروگرام جلد سے جلد نافذ کیا جائے۔

۹۔ یہ کانفرنس ایک ایک زراعتی مدرسہ تلنگانہ، مرہٹواڑی، اور کرناٹک کے علاقوں میں مرکزات کے قائم کرنے کے لئے محکمہ سرکار عالی کی توجہ مبذول کراتی ہے۔

۱۰۔ یہ کانفرنس اس امر کو نامناسب خیال کرتی ہے کہ ممالک محروسہ سرکار عالی کے کلیات میں طلبہ کے داخلہ پر تحدید عاید ہے۔ یہ کانفرنس توقع کرتی ہے کہ جلد اس قاعدہ کی تنسیخ عمل میں آئے گی۔

۱۱۔ یہ کانفرنس مدارس سرکار عالی میں معافی فیس کے تناسب میں اضافہ پر سررشتہ تعلیمات اور جامعہ عثمانیہ کی توجہ محکمہ منعطف کراتی ہے۔

۱۲۔ یہ کانفرنس محکمہ سرکار عالی کی توجہ اس جانب مبذول کراتی ہے کہ کم از کم حدود بلدیہ حیدرآباد اور مستقر صوبہ جات پر لزوم تعلیم جبری کے لئے عملی اقدام ضروری ہے۔

۱۳۔ یہ کانفرنس کتب درسی اور سامان تعلیم کی ارزانی اور بار بار کتب درسی کی عدم تبدیلی کے لئے سررشتہ تعلیمات کی موثر عملیت کو ضروری [illegible]۔

۱۴۔ یہ کانفرنس ڈرائنگ کے ساتھ ساتھ خوشنویسی کی تعلیم علی السبیل مڈل مدارس میں اور خصوصیت کے ساتھ اس کا انتظام مدارس فوقانیہ میں کئے جانے کے لئے محکمہ سررشتہ تعلیمات کی توجہ مبذول کراتی ہے۔

۱۵۔ اس کانفرنس کی رائے میں اسکاؤٹنگ تمام مدارس میں ہر طالب کے لئے لازمی قرار دینا ضروری ہے۔ اس لئے محکمہ سررشتہ عالی کی توجہ مبذول کرائی جاتی ہے۔

کانفرنس کے اختتام پر نواب ظہیر یار جنگ بہادر صدر کانفرنس نے اپنی اختتامی تقریر میں کانفرنس کی کامیابی پر اظہار اطمینان فرماتے ہوئے مجلس استقبالیہ کو اس کی انتھک مساعی پر مبارکباد دی۔

نواب صاحب نے کانفرنس کے لئے کانفرنس کے لئے ایک ہزار روپیہ کا عطیہ کا اعلان فرمایا۔ مولوی [illegible] علی صاحب حقانی نے کانفرنس کی تیسری نشست میں ان تمام اصحاب کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے کانفرنس کو کامیاب بنانے میں حصہ لیا اور اس کے اجلاسوں میں شرکت کی۔ انھوں نے نواب ظہیر یار جنگ بہادر، دیگر امراء و امرائے پائیگاہ کا خصوصی نواب حمایت جنگ بہادر اور

بقیہ ملاحظہ صفحہ (۱۱) پر

ہمتا کی کہانی

(تقریر حضرت "آہ" اورنگ آبادی جو نشرگاہ اورنگ آباد سے نشر ہوئی)

سوسن بوا سکندر نواب کی آنکھیں دیکھی ہوئی بات چیت کا وہی ڈھنگ اور پہننے کا وہی رکھ رکھاؤ بچوں میں بچہ، بوڑھوں میں بوڑھی۔ غرض کہ بس بڑی مزاج دان تھیں۔ جب سکندر نواب کی آنکھیں بند ہوئیں تو دوڑ ہی کے نقشے بدل گئے۔ یہ آن بان کی بوڑھیا اس جہاں بینی کی تاب نہ لا سکی۔ منجھلے نواب اور چھوٹے پاشاہ کی جب آن بن ہو گئی تو اس نے چھوٹے محل اور بڑے محل کو ایک بار حسرت سے دیکھا اور وہاں سے اٹھ آئی۔ ہم بھی اس کی گودوں میں کھیل چکے تھے۔ اس کے آخری وقت میں اسے اپنوں سے دور دیکھنا کیسے گوارا کرتے۔ سوسن بوا کو ہم نے اپنے یہاں رہنے پر مجبور کیا۔ یہ بانکی بڑھیا پہلے تو انکار کرتی رہی۔ لیکن ہاں نہیں کرتے کرتے میرے یہاں ٹک گئی۔ اسے ٹکنے کا حق ادا کرنا خوب آتا تھا۔ گو میں نے تاکید کر دی تھی کہ سوسن بوا کوئی کام نہ کریں۔ لیکن وہ کبھی نچلی نہ بیٹھتیں۔ صبح سے شام تک کچھ نہ کچھ ہوتا ہی رہتا۔ شام کے کھانے کے بعد سارے بچے ان کے اطراف جمع ہوتے اور یہ روز تھوڑا سا تمہید باندھ کر ایک نہ ایک کہانی سنا دیتیں۔ آج بھی حسب معمول بچوں ہی بچوں نے تقاضہ شروع کیا۔ یہ انکار کرتی رہیں پھر بچوں سے ہاں ہاں کہنے کا وعدہ لیا اور اپنے پوپلے منہ میں پان اک طرف جمع کرنے لگیں۔ میں اپنے بستر پر بیٹھا یہ تماشا دیکھ رہا تھا۔ جب سوسن بوا نے کہانی سنانے کا وعدہ کر لیا۔ تو میں نے آنکھیں بند کر لیں تاکہ کہیں مجھے ہوشیار دیکھ کر وہ اپنی کہانی بند کر دیں۔ سوسن بوا نے کہنا شروع کیا "ایک بادشاہ تھا۔ بہت مالدار بہت لاؤ لشکر لینا دینا سونے چاندی کا تو وہ مٹھو اس نکلتا تھا اس کے محل سے۔ ساری دنیا کی چیزیں اس کے خزانے میں تھیں۔ کمی تھی تو بس آسمان کے چاند تاروں کی۔ ایک دن اس بادشاہ سے ایک آدمی نے بھرے دربار میں کہہ دیا کہ اتنے پر بھی بادشاہ اور ہمتا پر ان کا قبضہ نہیں ہے۔ بادشاہ نے دربار برخاست کیا اور اپنے بڑے وزیر سے بلا کر کہا ہم ہمتا پر قبضہ کریں گے وزیر نے لاکھ سمجھایا کہ ہمتا کا شوق اچھا نہیں ہے۔ لیکن یہ تو راج ہٹ تھی۔ دوسرے ملکوں سے عالم اور جاننے والے بلائے گئے۔ ہمتا کا عمل کیا گیا اور ہمتا بادشاہ کے قبضے میں آ گیا۔ سارے ملک میں ایک جشن منایا گیا۔ بادشاہ خوش تھا کہ اب اس کے یہاں کسی چیز کی کمی نہیں۔ ہمتا کام چاہتا تھا اور بادشاہ کو ہمتا سے کام لینے کا شوق تھا۔ بادشاہ نے اسے کام بتلایا اور آنکھ جھپکتے میں ہمتا نے اس کی تکمیل کر دی۔ اور پھر دوسرے کام کے لئے موجود۔ بادشاہ نے آنکھیں بند کیں کہ ہمتا نے اسے جگا دیا اور پھر کام کی فرمائش کی۔ جنگل کے جنگل کام ہمتا کے سپرد کئے گئے۔ لیکن وہ لیس گیا اور پھر آ گیا۔ ایک پہاڑ کو ایک جگہ سے اٹھوا کر دوسری جگہ رکھوا دیا گیا۔ سمندر کی تہ میں سے موتی منگوائے گئے جو چھوٹی بڑی ندیوں کے راستے بدلوائے گئے۔ ایسے سارے کام جو ایک انسان شاید برسوں میں بھی نہ کر سکے ہمتا نے ایک لحظہ میں کر دیئے۔ بادشاہ کا چین اور آرام حرام ہو گیا۔ ظالم ہمتا کام چاہتا تھا۔ اور بادشاہ کے پاس کام نہیں تھے۔ بادشاہ پریشان تھا کہ اس سے کس طرح نجات پائے۔ اس کی صحت گرتی جا رہی تھی وہ چیخ چیخ کر کہتا مجھے کوئی ہمتا سے بچائے"۔ ساری رعیت پریشان تھی وزیر نے دوسرے ملکوں سے عقلمند آدمیوں کو بلایا سارے جاننے اور بوجھنے بلائے گئے۔ لیکن کوئی ترکیب سمجھ میں نہیں آئی۔ لوگوں نے کہا کہ ہمتا سے بعض آدمیوں کے عادات و اطوار اور ان کے دل کی حالت پوچھی جائے۔ بادشاہ ایک ناامید مریض کی طرح ہر ایک کی بات پر عمل کر رہا تھا ہمتا کو اس نے حکم دیا کہ جا اور ایک لیڈر کے دل کی حالت معلوم کر کے آ۔ ہمتا نے کہا میرے جانے کی کیا ضرورت ہے یہیں سے مجھے ان کے قہقہوں کی آواز آ رہی ہے۔ وہ اپنے کارندوں کی کامیابی کی خوشیاں منا رہا ہے۔ یہ بنار بادی تک نکلنے والے اور بڑے بڑے عمامے پہننے والے شیطان کے نائب ہیں۔ بادشاہ مسکرانے لگا ہمتا نے سوال کیا کچھ اور حکم بادشاہ نے پوچھا بتا سکتے ہو اس ملک کے سب سے بڑے سرمایہ دار کی خواہش کیا ہے۔ ہمتا نے فوراً جواب دیا۔ "مزدوروں کا اتنا خون چوستا کہ وہ کسی قابل نہ رہیں"۔ بادشاہ خشم گیں ہو گیا۔ پھر ہمتا نے کہا "کوئی اور حکم" بادشاہ کو خیال آیا کہ کسی فریادی نے اسے انصاف کی دہائی دی تھی۔ بادشاہ نے ہمتا سے کہا "جاؤ انصاف کا کھوج لگا کر آؤ"۔ ہمتا مسکرانے لگا بادشاہ نے سوال کیا کیوں۔ انصاف کا کھوج نہیں لگ سکتے؟ ہمتا نے کہا جو چیز موجود ہی نہ ہو اس کا کھوج کیسے لگایا جا سکتا ہے۔ انصاف تو آج خودغرضی اور بددیانتی کی بھینٹ چڑھ چکا ہے۔ اب اس کا وجود کہاں۔ ہاں البتہ اس کے نابکار بیٹوں کا سکہ چل رہا ہے۔ بادشاہ نے پوچھا ان کے نام؟ ہمتا نے جواب دیا "شہرت اور سفارش"۔ ہمتا مسکرانے لگا بادشاہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ بادشاہ نے سوال کیا اس دنیا میں شریف کون ہے ہمتا نے جواب دیا "وہ جس کو یہ دنیا ذلیل سمجھتی ہے" بادشاہ نے سوال کیا بتا سکتے ہو شرافت کس حال میں ہے۔ ہمتا نے شرافت کہکر ایک قہقہہ لگایا۔ کہنے لگا "شرافت ویرانوں میں بھی پڑی ہے۔ اب وہ جھونپڑوں میں ہی گھٹ رہی ہے۔ سرمایہ داری نے اس روز اس کے منہ پر طمانچہ مارا ہے کہ اب وہ مزدور کے دل سے باہر نکل نہیں سکتی۔ وہیں وہ سسکیاں لیتی ہوئی پڑی ہے"۔

بادشاہ ہمتا سے اس طرح کے سوالات کرتا اور کسی طرح ہمتا کو مشغول رکھنے کی کوشش میں لگا رہتا اور ہر سارے ملک میں اس کے سپاہی پھرتے ہوئے تھے کہ ہمتا سے نجات پانے کی کوئی ترکیب معلوم کر سکیں۔ ایک دن سپاہیوں کا ایک جتھا تھک کر ایک ویرانے کے قریب بیٹھا ہمتا اور بادشاہ کی باتیں کر رہا تھا۔ اس ویرانے میں رہنے والے پگلے نے ان کی باتیں سنیں اور ایک قہقہہ لگایا۔ کہنے لگا ہمتا کو اگر ایک کام بتایا جائے تو وہ پھر کبھی واپس نہیں آسکے گا۔ سپاہیوں نے پگلے کی بات سنی لیکن اسے سمجھ میں کچھ کر ٹال گئے۔ اڑتی اڑتی یہ بات بادشاہ تک پہنچی۔ اس نے وزیروں کو حکم دیا کہ وہ اس پاگل سے پوچھ کر آئیں۔ بادشاہ کا حکم تھا۔ فوراً تعمیل کی گئی۔ وہ پگلا بادشاہ کے حضور میں پیش کیا گیا۔ اس نے کہا نہایت معمولی سی بات ہے ہمتا سے کہو کہ وہ عورت کی فطرت پر تحقیق کر کے آئے۔ بادشاہ نے ہمتا کو حکم دیا۔ ہمتا چلا گیا۔ اور پھر واپس نہیں آیا۔

سوسن بوا نے اتنا کہکر بچوں کی چندھیائی نظروں کی طرف دیکھا اور اپنے خاص انداز میں کہنے لگیں۔ کہانی کے سر پہ پتھر اور سننے والوں کے سر پہ سونے کا چھپر۔

اعلان

سرکار عظمت مدار کے ایسے کرنسی نوٹ جن پر سیاسی امور سے متعلق کوئی ایسی عبارت یا الفاظ درج ہوں جن سے سرکار عظمت مدار کی کرنسی نوٹ کے متاثر ہونے کا امکان ہو، سکہ جاریہ بادلی دین منسوخ ہوں گے۔ خواہ وہ عام کرنسی نوٹ ہوں یا ریزرو بنک آف انڈیا کے جاری کردہ بنک نوٹ ہوں یا ایسے ایک روپے والے نوٹ ہوں جو آرڈیننس ۱۹۴۰ء کے تحت اجرا کئے گئے ہیں۔

اس قسم کے نوٹ نہ خزانوں میں قابل قبول ہوں گے اور نہ ریزرو بنک آف انڈیا کے دفاتر والے ان کو قبول کریں گے یا اس کے معاوضہ میں اجرائی نقد و نوٹ کے ذمہ دار ہوں گے۔

حکومتی قرضے

بقیہ سلسلہ صفحہ (۵)

نسل کے لئے کئے جاتے ہیں لیکن ان کی ادائی کا بار آنے والی نسلوں پر محاصل اندازی کی صورت میں عرصہ دراز کے لئے عاید کر دیا جاتا ہے۔ اگرچہ کہا جاسکتا ہے کہ موجودہ پیش شدہ جنگوں یا ادائیگی کا اثر آنے والی نسلوں پر بھی پڑتا ہے لیکن چونکہ عموماً موجودہ نسل کے کرتوتوں کا نتیجہ ہوتی ہیں اس لئے اصولاً ان کے نتائج و عواقب بھی انہیں کو برداشت کرنا چاہئے آنے والی نسلوں کے لئے قرض اور محاصل کا ورثہ چھوڑنا ایک قومی لعنت ثابت ہوتی ہے۔

(۵) اگر یہ سرمایہ غیر ممالک سے لیا جاتا ہے تو یہ حکومت اور قوم و ملک کے حق میں ایک تباہ کن معاشی گرداب ثابت ہوتا ہے۔ سرمایہ غیر پیدا آور اغراض میں ضائع جاتا ہے لیکن اس کا بار بلا لحاظ غریب و امیر ساری قوم پر بہ شکل محاصل عاید کر دیا جاتا ہے۔ اور سود اور اصل دونوں غیر ممالک کو چلا جاتا ہے۔ اس طرح قوم کی بہت بڑی دولت ہمیشہ کے لئے ممالک غیر کو چلی جاتی رہتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ملک میں افلاس و ناداری اور بیروزگاری پھیلتی ہے قوم کے سارے تعمیری کاروبار معطل ہو جاتے ہیں۔ حکومت کا مالیہ غیر متوازن ہو جاتا ہے۔ بنک دیوالیہ ہو جاتے ہیں۔ نظام زر متاثر ہو جاتا ہے۔ اور ملک ایسے نحیف چکر میں گرفتار ہو جاتا ہے کہ بڑے بڑے ماہرین مالیات کی تدابیر بھی ملک کو اس بلا سے نکالنے میں ناکام رہتی ہیں۔ جنگ عظیم کے بعد اکثر ممالک کی اقتصادی حالت نہایت سقیم ہو گئی تھی۔ برطانیہ کو معیار طلا چھوڑ دینا پڑا تھا۔ روس کے روبل کی قیمت گر گئی تھی۔ سب سے زیادہ معاشی بدحالی کا شکار جرمنی ہوا تھا۔ غیر پیدا آور قرضوں محاصل کے بے جا بار اور تاوان جنگ کی وجہ جرمنی کا مالیہ اتنا متاثر ہو گیا تھا کہ جرمن مارک کی قیمت گھٹتے گھٹتے صفر کے برابر ہو گئی تھی۔ کیونکہ وہاں کی حکومت حصول سرمایہ کی ہر کوشش میں ناکام ہو کر زر کاغذی میں غیر معمولی اضافہ کر رہی تھی جتنی تیزی سے اس کی مشینیں نوٹ چھاپ سکتی تھیں برابر چھاپے چلی جاتی تھیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ملک میں سخت افراط زر کی صورت پیدا ہوئی۔ اور زر میں غیر معمولی اضافہ کی وجہ اس کی قیمت بالکل گر گئی۔

علاوہ نظام زر متاثر ہو جانے کے تجارت خارجہ کا توازن بھی بری طرح درہم برہم ہو جاتا ہے۔ عام طور پر جب تک تجارت درآمد و برآمد میں ایسا تناسب توازن قائم رکھنے کی کوشش کرتا ہے کہ وہ غیر ممالک کا دین دار بنے رہیں وار نہ بنے۔ جب ممالک غیر کے مطالبات کسی ملک پر ہوتے ہیں تو وہ صرف دین دار ملک بن جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کی بے شمار دولت رفتہ رفتہ ممالک غیر کو پہنچ جاتی ہے اور وہ ملک رفتہ رفتہ مالی حیثیت سے دیوالیہ ہو جاتا ہے۔ گذشتہ جنگ عظیم نے تجارب دول کو معاشی اور تجارتی حیثیت سے بالکل مذبذب کر دیا تھا جس کی وجہ سے ان ممالک کی مالیات اور تجارت خارجہ ایک حد تک متاثر رہے۔ اسی

بین الاقوامی تجارتی اور معاشی حالات متوازن ہونے پائے تھے کہ موجودہ عالمی جنگ چھڑ گئی جو دراصل جنگ عظیم ہی کا ایک سلسلہ ہے جس کے دوران میں اقوام نے کچھ عرصہ کے لئے روپئے کا ایک مجموعہ کر لیا تھا۔ موجودہ جنگ نے جہاں بے شمار ملکوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا وہاں بڑی بڑی متحارب دول کو اقتصادی اور مالی بحران میں ڈال دیا ہے۔ ضرورت ایجاد کی ماں ہے۔ اتحادیوں نے انہیں مشکلات سے بچنے کے لئے "پٹہ و قرضہ" کا طریق ایجاد کیا۔ امریکہ جیسے سرمایہ دار ملک نے پٹہ و قرضہ کی سکیم کے تحت ہر جانبدار فریق کو قرض دینے کا بیڑا اٹھایا جس کی بنا پر اتحادیوں کو اپنی جنگی ضروریات پوری کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی ساکھ قائم رکھنے، اپنے نظام زر کو درست رکھنے اور اقتصادی توازن کو برقرار رکھنے میں بڑی مدد ملی۔ پھر بھی موجودہ جنگ کے معاشی اور اقتصادی اثرات ہر ملک پر نہایت دور رس ہوں گے جن کا اس وقت اندازہ قبل از وقت ہوگا۔

وہ اس کی نمائندگی کا دعویٰ کر سکے۔ ہندوستانی قوم کی تشکیل اس وقت تک نہ ہوگی جب تک ہمارے تمام سیاسی لیڈر تنگ نظری اور خیال پرستی کو چھوڑ کر وسعت نظر اور حقائق پسندی اختیار نہ کریں گے۔ ہمیں ایمانداری کے ساتھ اس تلخ حقیقت کو تسلیم کرنا چاہئے۔ جب تک یہ نہ ہو اس وقت تک ہم وطنی کا جذبہ کبھی پنپ نہیں سکتا۔

(سیاست)

کارخانوں کا بیمہ

اعلان

"دستور العمل بیمہ کارخانہ جات بابت خطرات جنگ" کے تحت ان جملہ کارخانوں کا بیمہ لازمی ہے جو ممالک محروسہ سرکار عالی میں واقع ہیں۔ بیمے کے اغراض کے لئے مالیت کی تشخیص کارخانوں کی عمارتوں اور مشنری کی اصلی حقیقی قیمت پر کی ہوگی جو درخواست کی تاریخ کے وقت ہو۔ عمارات بہ اغراض بیمہ میں ایسی جملہ عمارتیں شامل ہیں جو خواہ رہائشی ہوں یا نہ ہوں مگر وہ کسی کارخانے کے دو میل کے اندر واقع ہوں اور کارخانے کے اغراض کے لئے استعمال ہوتی ہوں۔ بیمہ کرانے کی اصلی ذمہ داری کارخانوں کے مالکوں پر ہوگی مگر ایسی صورتوں میں جب کہ کارخانوں کے مالک بیمہ نہ کرا سکتے ہوں تو کارخانوں کے قابضوں پر لازم ہوگا کہ وہ مالکوں کے نمائندوں کی حیثیت سے کارخانوں کا بیمہ کرا لیں۔ دستور العمل کے تحت وہ اشخاص بھی قابل بیمہ جائداد کا بیمہ اس حد تک کرا سکیں گے جہاں تک کہ ان کے مفاد کا تعلق ہے۔

ہندوستانی قوم ہے کہاں؟

کانگریسی لیڈروں کی گرفتاری کے بعد پچھلے دو ماہ میں ملک کے طول و عرض میں کافی انتشار پیدا ہو گیا۔ لیکن حکومت نے صورت پر پوری طرح قابو حاصل کر لیا ہے۔ اگرچہ اب بھی کہیں کہیں ایسی وارداتیں ہوتی رہتی ہیں جن سے نظم و نسق کو برہم کرنا مقصود ہوتا ہے۔ لیکن اس قسم کی کوششیں بے نتیجہ رہیں گی اس واسطے کے ان کے سامنے کوئی واضح اور اعلیٰ مقصد نہیں ہے۔ اور اعلیٰ مقصد وہی ہو سکتا ہے جو قومی نوعیت رکھتا ہو۔ اگر کسی ایک سیاسی پارٹی کو مستند بنانے کے لئے ملک میں دہشت انگیزی شروع کر دی جائے تو اسے کسی طرح بھی قومی مقصد سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا۔ کانگریس کے باہر ملک میں جو دوسری سیاسی جماعتیں اور مفاد ہیں وہ موجودہ انتشار کی تحریک میں ملک کے مفاد عامہ کے لئے سخت خطرہ محسوس کر رہی ہیں اور حقیقی ریاست وار کانگریسی بھی اسی خیال کے ہیں چنانچہ مسٹر راجگوپال چاری نے ابھی حال میں ان تمام انتشاری رجحانات کی سخت مذمت کی ہے جو بعض کانگریسی لیڈروں کے اشارہ پر ملک میں پیدا کئے گئے ہیں۔ چنانچہ مسٹر راجگوپال چاری کے خیال کے مطابق گاندھی جی اور کانگریس کے دوسرے ذمہ دار لیڈروں کا انتشار ہرگز یہ نہ تھا۔ ہم اس وقت اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتے کہ آیا کانگریسی لیڈروں کا منشا یہ تھا یا نہ تھا لیکن اس کی قطعی تنگ دستی کی گنجائش نہیں کہ کانگریس یہ تہیہ کر چکی تھی کہ برطانوی حکومت کو سیول نافرمانی کی تحریک کے ذریعہ اس درجہ دیا کر رکھ دے کہ وہ اس کے مطالبات تسلیم کرنے پر بالکل مجبور ہو جائے۔ ان مطالبات کی تہ میں یہ نیت کارفرما ہے کہ سارے ملک کا اقتدار ملنے کے بعد من مانے طور پر اقلیتوں اور دوسرے مفادات سے اپنے شرائط تسلیم کرائے جائیں۔ اگر یہ نیت نہیں تو سیول نافرمانی کی تحریک شروع کرنے سے پہلے مسلم لیگ سے مفاہمت کیوں نہیں کی گئی جس کے بغیر کانگریس کے تمام اقدامات کبھی بھی قومی رنگ نہیں اختیار کر سکتے۔

اب مختلف انکے ارباب اقتدار کا کہنا یہ ہے کہ ہندوستان کی طرف سے کوئی اقدام ہونا چاہئے تاکہ وہ مسئلہ ہند پر از سر نو غور کریں۔ اس اقدام کی صورت کیا ہوگی کسی کو معلوم نہیں۔ کیا مسٹر راجگوپال چاری انجمن کو جا کر صلح و صفائی کی کوشش کریں گے؟ اور کیا ان کی یہ مساعی بارآور ہوں گی یا نہیں اس کی نسبت کوئی رائے فی الوقت نہیں دی جا سکتی۔ سنا ہے کہ سر تیج بہادر سپرو، سر مرزا اسمعیل اور دیوان بہادر وغیرہ بھی مل کر کوئی ایسی تجویز پیش کرنے والے ہیں جس سے حکومت اور کانگریس میں کوئی مفاہمت ممکن ہو۔ لیکن اس مفاہمت سے کوئی فائدہ نہیں جب تک کہ کانگریس اپنے اس دعوے سے دست بردار نہ ہو کہ صرف وہی پوری ہندوستانی قوم کی نمائندہ جماعت ہے۔ ہندوستانی قوم ہے کہاں؟ پہلے سے تشکیل کرنا ہے اس کے بعد کسی جماعت کو حق ہوگا کہ

سوویٹ روس جنگ اور امن کے زمانہ میں

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۱)

روس کا مقصد جنگ

روس کا مقصد جنگ بالکل وہی ہے جو برطانیہ اور امریکہ کا ہے۔ یعنی اقدام کی شکست اور دنیا کو ایسے ہولناک واقعات کے اعادہ سے محفوظ رکھنا۔ روس کے مقاصد امن یہ ہیں کہ یورپ اور دنیا کی (ایسی بنیاد پر) تشکیل جدید کی جائے کہ سوویٹ روس کو امن و سلامتی کے ساتھ اپنے ملک کو ترقی دینے کا موقع ملے۔ روسیوں کا خیال ہے کہ اس مقصد کے لئے ان لوگوں کو تھوڑی سزا ملنی چاہئے جو موجودہ جنگ کی ہولناکیوں کے ذمہ دار ہیں۔ مابعد جنگ دنیا کا جو تصور روسیوں کے ذہن میں ہے وہ یہ ہے کہ اس عالم پر سوویٹ روس، برطانیہ اور امریکہ کی نگرانی رہے۔ روسی زیادہ حقیقت پسند ہیں وہ نہیں سمجھتے کہ خیال پرستی سے امن عالم کو فائدہ پہنچ سکتا ہے جب کہ جنگ کی تلخی کی وجہ سے کئی سال تک بڑے پیمانہ پر تخفیف اسلحات ممکن نہ ہوگی۔ سوویٹ حکومت نے جرمن باشندوں اور نازیوں میں ہمیشہ ایک امتیاز قائم رکھا ہے انھوں نے نازیوں اور ان کے کارناموں کو ختم کرنے کا تہیہ کر لیا ہے لیکن جرمن باشندوں کو تباہ کرنا نہیں چاہتے۔ اس لئے روس یہ کوشش نہیں کرے گا کہ روس یا کوئی خاص معاشی نظام مسلط کرے بشرطیکہ وہ ہٹلر کا ساتھ دینے سے انکار کر دیں۔

اس پر تک نہیں کہ روسیوں نے اپنے اس تصور کو ترک نہیں کیا کہ معاشی حیثیت کی انھوں نے ایک بہتر نمونہ دریافت کی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ جنگ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ یورپ کی کسی ایک قوم نے جس نے کامیابی کے ساتھ ہٹلر کے برق آسا حملوں کا مقابلہ کیا ہے۔ اس کامیابی کی ایک وجہ یہ ہے کہ انھوں نے ایک طویل عرصہ میں دفاعی صنعتوں کو ایک خاص طریقے سے توڑ دیا اور ان کا معاشی نظام ایسا تھا کہ وہ اپنی پیداآوری قوت کو سامان جنگ کے لئے مرکوز کر سکتے تھے۔ اور حملے سے پہلے انھوں نے اس پیداآوری قوت کو ملک کی خوش حالی اور فلاح و بہبود میں صرف کیا۔ ان کا خیال ہے کہ ان ساری دشواریوں کے باوجود جن سے ان کو دوچار ہونا پڑا ان کی ترقی حیرت انگیز تھی۔ وہ اپنے معاشرے کے بنیادی اصولوں کو بدلنے کے لئے تیار نہیں لیکن چونکہ وہ حقیقت پسند ہیں اس لئے اگر وہ ضرورت محسوس کریں تو اپنی سیاسی اور قانونی مشنری میں ہم آہنگی پیدا کر لیں گے۔

سابق میں سوویٹ روس کی روش دوسرے ممالک کی روش پر منحصر تھی۔ بیرونی مخالفت کی وجہ سے روس یہ محسوس کرتا تھا کہ وہ ایک مخالف ماحول میں تنہا ہے۔ اس وقت وہ محسوس کر رہا ہے کہ اب ایسی صورت حال پیدا ہو گئی ہے کہ نقطۂ نظر میں تغیر کا امکان نظر آ رہا ہے۔ ایک تغیر تو یہ ہے کہ ہم روس کے ساتھ متحد ہیں اور ایک مشترکہ دشمن سے لڑ رہے ہیں۔ مستقبل ابھی صاف نہیں ہے اور اگرچہ مابعد جنگ تنظیم جدید میں روس اشتراک عمل کے لئے تیار ہے لیکن اس کو ابھی امریکہ اور انگلستان کی روش کی نسبت یقین نہیں ہے۔

ہمیں اس بات کو دوہرا دینا چاہئے کہ روسی حقیقت پسند ہیں۔ وہ گزشتہ بیس سال کے واقعات کے اعادہ کو روکنے کا تہیہ کر چکے ہیں اور وہ قیام امن کے لئے خیال پرستی کو بہترین ذریعہ نہیں سمجھتے۔ اگر ہم بھی صورت حال کے تعلق سے ایسے ہی کا تہیہ کر لیں تو ہم روسیوں کو زبردست دولت اور مددگار پائیں گے۔ ہمیں ان کے نقطۂ نظر کو اور انہیں ہمارے نقطۂ نظر کو سمجھنا چاہئے کیونکہ باہمی سمجھوتہ کے ساتھ مقصد کی مماثلت ایک مفید حل پیدا کر سکتی ہے۔ (ملخص ترجمہ از [illegible])

آٹھویں فوج دشمن کے تعاقب میں

قاہرہ ۲۶ نومبر

آج مشرق وسطی کے اعلامیہ میں بیان کیا گیا ہے کہ آٹھویں فوج اب دشمن کا تعاقب کر رہی ہے جو العقیلہ کی طرف پیچھے ہٹ رہا ہے۔

اعلامیہ میں کہا گیا ہے کہ کل ہماری فوجوں نے جدابیہ اور العقیلہ کے درمیان دشمن سے مٹھ بھیڑ کی۔ ہماری بری فوجوں کے متعلق کوئی قابل ذکر بات نہیں ہے۔

کل لیبیا کے میدان جنگ میں ہوائی حملے بڑے پیمانہ پر نہیں ہوئے۔ ہمارے زبردست بمبار طیاروں نے شنبہ کی شب میں طرابلس پر حملہ کیا اور بندرگاہ کے قریب کے مقامات پر ضربیں لگائی گئیں۔ اسی شب تارپیڈو دے جانے والے ہمارے طیاروں نے ایک بڑے تجارتی جہاز پر کامیاب حملہ کیا۔ یہ جہاز سسلی کے شمال سے جنوب کی طرف جا رہا تھا۔ یہ جہاز آخر میں [illegible] گیا۔

بیزرت پر حملہ

بیزرت پر شدید بمباری کی گئی اور بحری جہازوں پر اور بحری چوکی کے پاس بم پھٹتے ہوئے دکھائی دئیے۔

اعلامیہ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ کل ہمارے جنگی بمبار طیاروں نے سسلی کی ایک پرواز گاہ پر حملہ کیا۔ عمارتوں اور پناہ گاہوں پر بم گرتے ہوئے دکھائی دئیے۔ طرابلس کے پار دشمن کے جہازوں پر ایک حملہ کیا گیا۔ اس دوران میں ایک تجارتی جہاز پر راست ضرب لگائی گئی۔

مالٹا پر ہوائی سرگرمی

کل مالٹا کے قریب کسی قدر ہوائی سرگرمی رہی لیکن کسی طیارہ نے ساحل عبور نہیں کیا۔ ان حملوں میں ہمارے دو طیارے غائب ہو گئے۔

نیا محاذ

تونس کا معرکہ

لندن ۲۶ نومبر۔ یہ اعلان کیا گیا ہے کہ تونس میں امریکی اور شاہی ہوائیہ کے جنگی طیاروں نے محوری مورچوں اور جہازوں پر وسیع حملے کئے۔ ۱۲ ویں امریکی ہوائیہ کے جنگی طیاروں نے سہ شنبہ کو تونس میں ۱۴ محوری طیارے مار گرائے جن میں (۷) اطالوی باربردار طیارے بھی تھے۔ محوریوں کا ایک ڈپو بھی برباد کر دیا گیا۔ جنوب میں کہیں امریکی جنگی طیاروں نے دو جنکر طیارے مار گرائے اور شاہی ہوائیہ کے طیاروں نے دو شنبہ کی شب میں بیزرت کی ہوائی گاہوں پر حملہ کیا جن میں کم سے کم (۳۱) دھماکے ہوئے۔ شاہی ہوائیہ کے بمبار طیارے شنبہ کی شب میں گودیوں اور بندرگاہ کے جہازوں پر حملہ کرنے کے لئے لوٹ آئے۔ بے شمار دھماکوں کا مشاہدہ کیا گیا اور شعلوں کی ایک بڑی چادر نظر آئی جو غالباً گیسولین کی ایک ٹنکی کے پھٹنے سے پیدا ہوئی تھی۔ ان تمام حملوں سے امریکی اور برطانوی تمام طیارے واپس آ گئے۔ چار امریکی جنگی طیاروں کو نقصان پہنچا اور ایک ہواباز مارا گیا۔

اس اثنا میں برطانوی بری فوج نے [illegible] علاقہ کی طرف تشفی بخش پیش قدمی کی۔

الجزیرہ کے ریڈیو سے بیان کیا گیا کہ ساحلی سڑک پر بیزرت کی طرف پیش قدمی کرنے والے برطانوی دستوں نے (۱۱) محوری طلایہ گردوں سے مقابلہ کیا۔

وسط تونس کی دو گذرگاہیں اتحادیوں کے قبضہ میں ہیں۔ ان گذرگاہوں کے لئے مسلسل ۲۴ گھنٹے تک لڑائی جاری رہی۔

آزاد فرانسیسی فوجیں برطانوی اور امریکی فوجوں کے ساتھ طرابلس سے تونس جانے والی سڑک کی محوری فوجوں کے لئے روک رہی ہیں۔

حیدرآباد ایجوکیشنل کانفرنس کی قراردادیں

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۱)

نواب حسن یار جنگ بہادر بھی شامل ہیں بطور خاص شکریہ ادا کیا کہ نواب لطیف یار جنگ بہادر نے ملک کی عظیم الشان درسگاہ کے امیر کی حیثیت سے تعلیمی مسائل میں اس قدر گہری دلچسپی لی اور دیگر امراء نے بھی کانفرنس کی شرکت سے حوصلہ افزائی کی۔

روسی محاذ

روسیوں کی یلغار

ماسکو ۲۰ نومبر ۔ روس کے ایک سوویٹ اعلامیہ میں کہا گیا ہے کہ اسٹالن گراڈ میں روسی محاذ کی شمال مغربی فوجیں اب اسی ریلوے سے آگے بڑھ گئی ہیں جو شہر اسٹالن گراڈ کو خورست سے ملاتی ہے۔ جنوبی فوجوں نے اسٹالن گراڈ سے جنوبی قفقاز کو جانے والی ریلوے پر اپنی گرفت مضبوط کر لی ہے۔

کل شمال مغربی منطقہ میں روسیوں نے تین ریلوے اسٹیشن اور ۱۸ بستیاں فتح کی ہیں جن میں سے دو بستیاں [illegible] کے جنوب میں ڈان کے سنگم پر آباد ہیں۔ ۲۰ [illegible] جرمن ڈویژن کے ایک حصہ کا قلع قمع کر دیا گیا۔ کل محوریوں کی ۶ ہزار فوجیں ہلاک ہوئیں اور ۱۵ ہزار فوجیں مغلوب ہو گئیں گذشتہ حملات سے اس وقت تک جو محوری سپاہ قید کی گئی ہیں ان کی تعداد ان مغلوب شدہ فوجوں کو ملا کر [illegible] ہزار افسروں سپاہیوں کی ہوتی ہیں۔

کل روسیوں نے خود اسٹالن گراڈ کے کارخانہ کے علاقہ میں دشمن کے [illegible] مستحکم مقامات پر قبضہ کر لیا۔ نامہ نگاروں کا بیان ہے کہ روسیوں نے دشمن پر اتنے زبردست پیمانہ پر ضرب لگائی ہے کہ پورے اسٹالن گراڈ کے رقبہ میں افواج کی کامل شکست کی خاصی امید ہو گئی ہے۔

روسی فوجیں اسٹالن گراڈ کے نواح میں وسیع میدان جنگ پر پھیل گئی ہیں۔ جنگ کا میدان ۲۳ ہزار مربع میل پر پھیلا ہوا ہے۔ محوری افواج متعدد مقاموں میں پیچھے ہٹ رہی ہیں اور روسی دشمنوں کے تعاقب میں ان کو متعدد حصے کر رہے ہیں۔

کل ماسکو کے ریڈیو سے جرمن اسیران جنگ نے جرمن افواج کو ہتھیار ڈال دینے کی اپیل کی ہے۔ رزیف کے محاذ پر لڑائی کے متعلق روسی ذریعے سے کوئی خبر نہیں ملی لیکن برلن سے کہا گیا ہے کہ روسیوں نے [illegible] اور [illegible] گراڈ کے درمیان ایک ریلوے اسٹیشن کے پار [illegible] کے شمال میں ۲۰ میل پر واقع ہے اور [illegible] کی سرحد سے ۲۰ میل رہ جاتا ہے ایک یلغار کی ہے۔ یہی وہ آخری مقام ہے جہاں تک کہ روسی گذشتہ سرما میں بڑھ آئے تھے۔

دست بدست لڑائی

ماسکو ۲۱ نومبر ۔ آج سہ پہر کے روسی اعلامیہ میں بیان کیا گیا ہے کہ اسٹالن گراڈ کے شمالی نواح کی روسی فوجوں نے گذشتہ شب حملہ کیا اور دشمن کو ایک اہم چڑھائی سے نکال باہر کیا۔ دست بدست لڑائی میں اسٹالن گراڈ کے مدافعین نے ایک منطقہ میں پیش قدمی کی۔

ماسکو کے ریڈیو سے کہا گیا ہے کہ [illegible] کی فوجیں باوجود عقب سے دشمن کی شدید مقاومت کے دریائے ڈان کی موڑ کے شمال اور جنوب دونوں حصوں میں آگے بڑھ رہی ہیں۔



احمدیہ پریس چار مینار میں طبع ہو کر دفتر ملکت سانچہ توپ سے شائع ہوا۔